اقبال فی الشعر العربی

اقبال عرب شعرا کی نظر میں

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

المکتبۃ العلمیۃ ○ لاہور

اِقبالؔ فی الشعر العربی

اِقبال عرب شُعرا

کی

نظمیں

جمع و تحقیق و ترجمہ

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
صدر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی - لاہور

الناشر

المکتبۃ العلمیۃ

۱۵- لیک روڈ ○ لاہور

نام کتاب : إقبال عرب شعراء کی نظر میں

جمع وتحقیق وترجمه : ڈاکٹر ظہور أحمد أظہر
صدر شعبهٔ عربی پنجاب یونیورسٹی ، لاهور

ناشر : خان عبیدالحق الندوی

طبع اول : گیاره سو (۱,۱۰۰)

تاریخ طبع : ۳۰ نومبر ۱۹۷۷ء

طبع فی : مطبعة المكتبة العلمية
۱۵ ـ لیک روڈ ، لاهور

فہرست مضامین

(اقبال عرب شعراء کی نظر میں)



۱۹۳۳ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹر آف لٹریچر کی ڈگری
لینے کے بعد مخصوص گاؤن میں ۔



۱۹۳۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس الہ آباد میں اقبال
اپنا صدارتی خطبہ پڑھ رہے ہیں جس میں انھوں نے پاکستان
بنانے کا مطالبہ پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدّمہ

اس سال پاکستان اپنے عظیم مفکر، رہنما اور شاعر کا سوآں سال پیدائش منا رہا ہے۔ اس لیے ۱۹۷۷ء کا سال اقبال کا سال قرار دیا گیا ہے اور قومی سطح پر اپنے وسائل اور استطاعت کے مطابق اقبال کا صد سالہ جشن ولادت شایان شان طریقے سے منایا جا رہا ہے، اس سلسلے میں ایک شاندار بین الاقوامی مجلس مذاکرہ بھی منعقد کی جا رہی ہے جس میں عالم اسلام کے علاوہ مشرق و مغرب کے اہل علم لاہور میں جمع ہوکر شاعر پاکستان، شاعر مشرق، شاعر اسلام اور شاعر انسانیت کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔

عظیم انسانوں کی یاد منانا ایک رسم بھی ہے اور ایک مقصد بھی، رسم تو صرف عظمت پرستی اور نمائشی عمل کے ضمن میں آتی ہے مگر عظماء کی یاد منانے کے پس منظر میں کوئی مقصد کار فرما ہو تو اس کی اہمیت ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو اقبال کے صد سالہ جشن ولادت کی تقریبات ایک عظیم مقصد لیے ہوئے ہیں اس لیے ان کی اہمیت بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے!

سوال یہ ہے کہ ہم کسی انسان کی یاد کیوں مناتے ہیں ؟ کیا اس لیے کہ وہ پیدا ہوا اور مر گیا ؟! کیا انسان ہونے کے ناطے سے ہم اس کی یاد منائیں ؟ اگر ایسا ہوتا تو آج تک کروڑوں ، اربوں بلکہ کھربوں انسانوں کی یاد منانا پڑتی ؟ یا اس لیے کہ وہ ہم سے رشتۂ قرابت رکھتا تھا ؟ اس طرح کی یاد ایک آدھ نسل تک رہتی ہے پھر ختم ہو جاتی ہے بلکہ بعض صورتوں میں تو یہ یاد لحد میں میت اتارنے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے ! یا محض اس لیے کہ کوئی انسان بڑائی اور عظمت کے بلند مینار پر پہنچ گیا ؟ یہ عظمت اور بڑائی بھی صرف تاریخ کے حافظے تک محدود رہتی ہے لیکن انسان اس عظمت کی یاد کو دلوں سے نہیں لگا سکتے ورنہ ہر بڑے حکمران اور بادشاہ کی یاد منائی جایا کرتی !

دلوں میں محفوظ رہنے اور عقیدت و احترام کے ساتھ یاد منانے کی مستحق تو صرف وہ انسانی عظمت ہے جو انسانیت کو کچھ دے کر جاتی ہے ! انسان فانی ہیں مر جاتے ہیں مگر انسانیت غیر فانی ہے کبھی نہیں مرتی ۔ اس لیے انسانیت کے لیے جینے اور مرنے والے دائم و خالد رہتے ہیں ۔ وہ انسانوں کے نہیں بلکہ انسانیت کے حافظے میں تا ابد محفوظ رہتے ہیں ۔ اپنے لیے جینے والے تو مر کر مٹ جاتے ہیں مگر دوسروں کے لیے جینے اور مرنے والے کبھی نہیں مٹتے !! انسانیت کے لیے جینے اور مرنے کا دائرۂ اثر جس قدر وسیع ہوگا اسی قدر جینے اور مرنے والے کی یاد کو شہرت عام اور بقائے دوام نصیب ہوگی !

اس لحاظ سے مفکر اسلام شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کی

عظمت کا دائرہ بے حد وسیع ہے ۔ وہ بر صغیر کے مسلمانوں کے لیے
زندہ رہے اور مرے ، وہ عرب و عجم کے لیے جیئے اور مرے ، وہ
عالم اسلام کے لیے زندہ رہے اور دنیا سے رخصت ہوئے ، وہ مشرق
اور مغرب کی دنیائے انسانیت کے لیے جیئے اور مرے ، اس لیے سب
کا فرض ہے اور علامہ اقبال کا سب پر یہ حق ہے کہ ان کی یاد کو
دلوں میں محفوظ کیا جائے ! برصغیر کے مسلمان تو اس لیے اقبال کی
یاد منائیں کہ وہ ان کی خیر خواہی کے لیے اور ان کے دکھوں پر عمر
بھر خون کے آنسو بہاتے رہے اور ایک آزاد مسلم وطن کا تخیل بھی
دیا جو پاکستان کی صورت میں وجود میں آیا ، وہ عالم اسلام کی
بیداری ، اتحاد اور عزت و سر بلندی کے لیے فکری اور عملی دونوں
طرح کوشاں رہے ، انھوں نے مشرق و مغرب کے انسان کے دکھوں
اور زبوں حالی پر آنسو بہائے اور ان کے دکھ درد کا علاج تجویز کیا
اس لیے اگر آج ہم سب ان کی یاد منا رہے ہیں تو یہ حق شناسی اور
احسان مندی کا تقاضا ہے !

میری رائے میں موجود پاکستانی مسلمان ایک خوش قسمت
ترین نسل ہیں ۔ جو المناک کھرے زخم کھانے کے باوجود بھی حق شناسی
اور احسان مندی کا تقاضا پورا کرنے کے قابل ہو سکے ہیں ! تقسیم
کے وقت جو المناک زخم لگے تھے وہ ابھی مندمل نہ ہو پائے تھے
کہ ملت پاک دو لخت ہونے کے ہولناک صدمے سے دو چار ہوگئی ،
مگر یہ زخم کھا کر بھی وہ زندہ رہی بلکہ احسان شناسی کا فریضہ
بھی ادا کر دیا ، قائد اعظم کا سال منانے کے بعد اقبال کا سال بھی
منایا اور اس میں دنیا کو بھی شریک کیا !

علامہ محمد اقبال اپنے عہد کے عظیم ترین انسان اور بے مثال مسلمان لیڈر تھے ، ان کی شخصیت فکر و عمل کی صحیح مطابقت کے ساتھ ساتھ ایک جامع و ہمہ پہلو شخصیت بھی تھی ، وہ عصر جدید کے ان مصلحین امت میں سے تھے جو احیاء ملت اور تجدد و ترقی کا پیغام لے کر اٹھے اور غفلت و غلامی میں جکڑے ہوئے عالم اسلام کو جھنجھوڑا ، لیکن تجدید و احیاء کے ان عظیم مصلحین مین اقبال کو ایک منفرد اور امتیازی مقام حاصل ہے ۔ اگر آپ عصر حاضر میں تاریخ اسلام پر نظر ڈالیں تو آپ کو تجدید و احیاء اسلام کی متعدد تحریکیں نظر آئیں گی اور مصلحین و متجددین کی بھی ایک بڑی تعداد نظر آئے گی ۔ مگر اپنے فکر و عمل کے لحاظ سے شریعت اسلامی کا علمبردار ہونے کے باوجود بھی ایک محدود اسلامی خطے سے ان کا اثر باہر نہ نکل سکا اور ان میں سے کامیابی تو بہت کم کا مقدر بن سکی ۔ اسی طرح ان مصلحین و مجددین نے اپنے فکر و عمل اور علمی کاوشوں کے لیے ایک آدھ مخصوص میدان منتخب کیا ، لیکن اس کے مقابلے میں علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ تعالی ـــ نہ صرف فکر و عمل اور علمی کاوشوں کے لحاظ سے ایک جامع شخصیت کے مالک تھے بلکہ ان کی تحریک کو واضح کامیابی بھی نصیب ہوئی اور ان کا خواب بھی پورا ہوگیا ۔ وہ ایک مفکر تھے مگر بڑے ممتاز و کامیاب مفکر تھے ۔ مسلمانوں کی مقامی اور عالمی سیاست کے ایک مجاہد تھے مگر بڑے جگر دار اور ان تھک مجاہد تھے ۔ وہ ایک معاشرتی مصلح تھے لیکن ان کی اصلاحی کوششوں کا دائرہ بے حد وسیع اور اثرات بے اندازہ تھے ۔ وہ ایک مسلم فلسفی تھے لیکن ان کے فلسفے کی بنیاد عظمت آدم ، احترام آدمیت اور پُر عزم و پر عمل

زندگی کے پیغام پر تھی اور ان سب باتوں سے بڑھ کر یہ بات کہ وہ ایک بے نظیر و بے مثال شاعر بھی تھے۔مگر ان کی شاعری انسانیت کی آب حیات اور امراض زندگی کے علاج کے لیے مسیحا کی حیثیت رکھتی ہے ۔ جس میں قوت و استقامت کا وہ پیغام ہے جو پھول کی پتی سے ہیرے کا جگر کاٹنے اور ممولے کو شاہین سے لڑا دینے کا جذبۂ ہمت عطا کرتا ہے !

اس لیے پاکستان اور عالم اسلام کا مسلمان اگر اقبال کی یاد مناتا ہے تو یہ اس کا فرض ہے اور مشرق و مغرب کا انسان اگر اقبال کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرتا ہے تو یہ ایک حق ہے جس کا ادا کرنا فرض شناس انسانیت پر واجب ہے !



اقبال اپنی زندگی میں خواہ کسی کونے یا روئے زمین کے کسی گوشے میں رہے ۔ ان کے قلب و نگاہ کا مرکز صرف ایک ہی رہا اور وہ ہے گہوارۂ اسلام سر زمین حجاز ! وہ اپنے دم واپسیں تک خود کو نسیم حجاز کا ایک روح پرور جھونکا ہی تصور کرتے رہے اور انسانیت کے لیے آخری پیغام بھی ارمغان حجاز کی صورت میں چھوڑ گئے ! وہ ہمیشہ شاہ عرب کو اپنے دل میں بسائے پانچ وقت قبلہ رو ہوکر ملت اسلامیہ کے احیاء اور سر بلندی کے لیے دست بدعا رہے ۔ رسول عربی ﷺ کی قوم ان کی امید کا مرکز رہی اور انھوں نے ہمیشہ اس عظیم قوم کے برے بھلے حالات پر بھی نظر رکھی ۔ وہ اسے مختلف فتنوں اور آفات سے بچنے کی تلقین بھی کرتے رہے ۔ بایں ہمہ حضرت علامہ کو یہ احساس شدت کے ساتھ ستاتا رہا کہ وہ نہ تو قرآن کریم اور رسول عربی ﷺ کی زبان میں اپنا پیغام حق اور ترانۂ

زندگی پیش کر سکتے ہیں اور نہ اہل عرب ان کی نوائے حیات سے آگاہ ہیں :

نوائے من بہ عجم آتش کہن افروخت
عرب ز نغمۂ شوقم ہنوز بے خبر است

اور وہ درد آرزو لیے دعائیں کرتے رہے کہ :

عرب از سر شک خونم ہمہ لالہ زار بادا
عجم رمیدہ بو را نفسم بہار بادا !

رسول اکرم ﷺ کی محبت ، قوم رسول ہاشمی اور دیار عرب ان کے دل و دماغ پر کچھ اس طرح چھائے رہے کہ ان کے شعر و فکر کا جزء لاینفک بن گئے ہیں ! احترام و عقیدت رسول اکرم ﷺ کی پاکیزہ اور نازک تعبیر اس سے بہتر اور کیا ہو سکتی ہے :

متاع قافلۂ ما حجازیاں بردند
وائے زبان نکشائی کہ یار ما عربی است !

اقبال کے نزدیک صدر اسلام کے عرب مسلمان ایک مثالی قوم تھے اور انہوں نے جو سلطنت و معاشرہ قائم کیا وہ بھی مثالی تھا :

تمدن آفرین خلاق آئین جہانداری
وہ صحرائے عرب یعنی شتربانوں کا گہوارا
غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا !

حضرت علامہ اپنے عہد میں ہونے والے ان تمام حوادث و واقعات پر گہری نظر رکھتے تھے جو بلاد عرب میں پیش آ رہے

تھے ۔ مغربی سامراج کی سازشوں کے نتیجے میں فلسطین کا تاریک مستقبل ، عرب قومیت کا بھوت اور دین اسلام سے بیزاری نہ صرف ان کے لیے اذیت و پریشانی کا موجب تھے بلکہ ان کے شعر کا موضوع بھی رہے :

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

ہے خاک فلسطین پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہل عرب کا ؟!

لیکن عرب قوم کے شاندار مستقبل سے بھی اقبال خوب آگاہ تھے !

اپنے صحراء میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں

اقبال کے نزدیک ملت اسلامیہ سے اتحاد کے لیے عرب ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ فکر صالح ، قوت و سطوت اسلام اور روشن مستقبل اسی قوم سے وابستہ ہے اس لیے وہ مسلمانان عالم کو یہ مشورے دیتے رہے کہ :

وگر بدشت عرب خیمہ زن کہ بزم عجم
مئی گزشتہ و جام شکستنی دارد !

کبھی تلقین فرماتے ہیں کہ :

قلب را زیں حرف حق گردان قوی
با عرب در ساز تا مسلم شوی !

کبھی وہ اس یقین محکم کا اظہار فرماتے ہیں کہ :

فکر روشن بیں عمل را رہبر است
چو درخش برق پیش از تندر است
فکر صالح در ادب می بایدت
رجعتے سوئے عرب می بایدت
دل بہ سلمائے عرب باید سپرد
تا دمد صبح حجاز از شام کرد !

اقبال کے اہل پاکستان پر خصوصاً اور ساری ملت اسلامیہ پر عموماً تین اہم احسانات ہیں۔ اپنے فکر و شعر کے ذریعے مسلمانان عالم کی بیداری ، وحدت اور احیاء اسلام کا پیغام دیا اور اپنی تمام بہترین قوتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے عملی جہاد بھی کیا ۔ عالم اسلام کو یہ شعور و احساس دیا کہ بلاد عربیہ وحدت اسلامی کی خشت اول ہیں ۔ عربوں کے بغیر اتحاد عالم اسلام کی ہر کوشش بے اثر اور بے نتیجہ رہے گی اور تیسرا احسان یہ کہ بر صغیر کی ملت اسلامیہ کو ایک آزاد و مستقل اسلامی مملکت قائم کرنے کی دعوت دی جس نے نہ صرف یہ کہ بر صغیر کے مسلمانوں کا مستقبل محفوظ بنا دیا بلکہ اپنے جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے مملکت خداداد پاکستان اسلامی دنیا کے لیے ایک قلعے اور حفاظتی فصیل کا کام دے رہی ہے ! پاکستان کے قیام سے جہاں سرخ سامراج کی پیش رفت کے سامنے

ایک رکاوٹ کھڑی ہوگئی ہے ۔ وہاں سفید سامراج کو بھی مشرق وسطیٰ اور دوسری اسلامی دنیا میں کھیل کھیلنے کے مواقع سے محروم کر دیا گیا ہے ۔ اگر پاکستان نہ قائم ہوتا تو سرخ سامراج ہندو بنیے کی ملی بھگت سے افغانستان کو کچلتا ہوا مشرق وسطی پر پنجہ گاڑنے کی کوشش کرتا اور ساتھ ہی سفید سامراجی اپنے صیہونی ایجنٹوں کے نام پر عرب و ایران اور ترکی کو روندنے کی ٹھان لیتے !

اقبال نے یہ شعور و احساس عطا کرکے ہم پر بڑا احسان کیا ہے ۔ کم سے کم عرب ، ایران اور ترکی تو پاکستان کی اس اہمیت کو محسوس کرتے ہیں اور اب اللہ کے فضل سے افغانستان کی سر زمین پر بسنے والا ہمارا غیور گوشت پوست بھی اس حقیقت کی گہرائی کو پا گیا ہے ! پاکستان اپنے آپ کو نہ صرف تاریخی ، دینی اور ثقافتی لحاظ سے مشرق وسطی کا حصہ تصور کرتا ہے ۔ بلکہ سیاسی اور جغرافیائی اعتبار سے بھی ہم عرب و ایران اور ترکی کا جزء لاینفک ہیں ۔ ہم سب کے دل ایک ساتھ دھڑکتے ہیں ، ہمارا آغاز ایک اور انجام بھی ایک ہے ، ہمارا قبلہ ایک ، خدا ایک ، رسول (ﷺ) ایک ، کتاب ایک ! ہم فرزندان توحید ایک ہیں ! اور یہ احساس اسی مرد قلندر کا دیا ہوا ہے :

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر !

اقبال نے ایک خواب دیکھا تھا اور دو آرزوئیں کی تھیں ، ان کی زندگی میں تو یہ پوری نہ ہو سکیں ۔ مگر آج ان کی وفات کے بعد صرف چالیس سال کے عرصے کے اندر ان کا حسین خواب حقیقت

کا روپ دھار چکا ہے اور اس خواب کو حقیقت کا روپ دینے والے اس کے اپنے بھائی تھے جن کے دکھ درد پر وہ خون کے آنسو بہاتے رہے اور ان کے مستقبل کے لیے فکر مند رہے ۔ اقبال کی یہی قوم قائد اعظم کی مخلصانہ قیادت میں متحد ہوکر اٹھ کھڑی ہوئی اور اس بیسویں صدی میں اسلام کا معجزہ ظاہر ہوگیا ۔ شاعر کا حسین خواب حقیقت بن گیا ! پاکستان کی اسلامی مملکت حاسدوں کے حسد اور سازشیوں کی سازش کے باوجود اللہ کے فضل و کرم سے قائم و دائم رہنے کے لیے دنیا کے نقشے پر وجود میں آگئی !

اقبال کی دوسری آرزو یہ تھی کہ ملت اسلامیہ حرم کی پاسبانی کے لیے متحد ہو جائے ، ان کی یہ آرزو بھی تقریباً پوری ہو چکی ہے ۔ اسلامی سیکریٹریٹ کا وجود میں آنا ، اسلامی بنک کا قیام اور اسلامی دنیا کے سربراہوں کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا یہ سب اتحاد اسلامی کے شاندار مستقبل کی علامات ہیں ۔ قدرت کا کرشمہ دیکھیے کہ ۱۹۷۴ء میں لاہور میں جمع ہونے والے تمام اسلامی ملکوں کے سربراہ اس مرد درویش کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے لاہور کی بادشاہی مسجد میں سجدہ ریز ہوئے !!

اقبال کی تیسری آرزو بلکہ حسرتوں سے لبریز آرزو یہ تھی کہ کسی طرح اتحاد اسلامی کا بنیادی پتھر یعنی عالم عرب اس کے پیغام سے کما حقہ آگاہ ہو سکے ۔ ان کی یہ آرزو بھی پوری ہوگئی ، اقبالیات کا تقریباً تمام ذخیرہ عربی میں منتقل ہو چکا ھے اور یہ سب کام اقبال کے مصری بھائیوں نے انجام دیا ھے ۔ اقبال نے اس عظیم قوم کو مہمانی کا شرف بخشا تھا مگر اس احسان شناس قوم نے اقبال کی میزبانی کا

حق ادا کر دیا ھے ! آج عرب دنیا کا بچہ بچہ اقبال کے نام اور پیغام سے آگاہ ھے ! وہ اقبال کو اپنا شاعر تصور کرتے ہیں !

اس نیک کام کا اولین علمبردار ڈاکٹر عبدالوھاب عزام تھا ، اللہ تعالی انہیں کروٹ کروٹ رحمت و سکون نصیب فرمائے ! اس نے جس لگن اور جوش ایمان سے اقبال کو عرب دنیا سے متعارف کرایا اور کلام اقبال کو خوبصورت عربی اشعار میں منتقل کیا اس کے سبب عرب دنیا اقبال کی گرویدہ ہوگئی! اقبال کے ایک درویش عاشق شیخ صاوی علی شعلان کی مساعی جمیلہ نے سونے پر سہاگے کا کام دیا ، اللہ تعالی اس بوڑھے درویش کو عمر خضر عطا فرمائے ! جس خوبصورت ، بے ساختہ اور پرکشش انداز بیان میں انھوں نے کلام اقبال کو عربی شعر کے قالب میں ڈھالا ہے اس نے اقبال‌کو ایک عرب شاعرکا روپ عطا کر دیا ہے! پھرکوکب مشرق اُم کلثوم‌کی ساحرانہ آواز نے صاوی شعلان کا ترجمہ شکوہ و جواب شکوہ بعنوان : حدیث الروح (روح کی بات) گا کر ریکارڈ کرایا تو اقبال کو عرب دنیا میں متعارف کرانے کے مشن کی تکمیل ہوگئی ! اقبال کا نغمہ ہر عرب کی زبان پر تھا ! اقبال عربوں کا بن گیا ! وہ اسے اپنا گمشدہ شاعر تصور کرنے لگے ہیں !!

اقبال کے فکر و فن اور پیغام نے عرب دنیا پر وسیع اثر ڈالا ہے ۔ اس کا مفصل جائزہ تو ابھی زیر ترتیب ہے اور «اقبال عالم عرب میں» کے عنوان سے ایک کتاب مکمل کرکے جلد قارئین کی نذر کی جا رہی ہے ۔ سر دست شہیدوں میں نام لکھانے کے لیے مصری شعراء کے چند قصائد اردو ترجمے کے ساتھ پیش خدمت ہیں ۔ شعر

کا کسی غیر زبان میں ترجمہ کرنا اس کا گلا گھونٹ دینے کے مترادف ہے ۔ خصوصاً عربی سے شعر کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنا تو بہت ہی مشکل کام ہے اور اگر یہ ترجمہ اردو نثر میں کیا جائے تو پھر تو بدمزگی اور پھیکے پن کے تمام لوازمات یک جا سمجھیے ، یقین کیجیے قصائد کا ترجمہ کرکے مجھے بھی محسوس ہو رہا ہے کہ میں بھی اس بڑھیا کا کردار ادا کر رہا ہوں جو بازار مصر میں یوسف کے خریداروں میں اپنا نام لکھوانے چلی تھی ، گیا تو میں بھی بازار مصر ہی میں تھا مگر میرا گوھر مقصود اقبال کے شیدائیوں کی فہرست میں اپنا نام لکھوانا تھا !!

بہر حال اگر کوئی بات آپ پسند فرمائیں تو اسے اقبال سے اپنی عقیدت تصور کیجیے میرے ترجمے کا اثر مت سمجھیے اور اگر کچھ بھی پاے نہ پڑے تو اسے میری کم مائیگی کا تصور خیال کرتے ہوئے معاف فرما دیجیے لیکن ان مصری پروانوں کے عشق اقبال میں کسی نقص کا گمان نہ کیجیے گا !

بات ختم کرنے سے پہلے ایک بات عرض کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ یہ تمام شعراء اقبال کے وطن اور اقبال کی قوم سے بڑی بڑی امیدیں لگائے ہوئے نظر آئیں گے ! کاش یہ پوری ہو جائیں یا اللہ ہمیں توفیق بخش کہ ہم ان توقعات پر پورے اتریں اور اللہ اور امت اسلامیہ کے حضور سرخ رو ہو سکیں!! آمین ثم آمین !!

سب سے آخر میں عالم اسلام کی عظیم دانش گاہ جامعة الازھر کے موجودہ ریکٹر فضیلة الإمام الأکبر الدکتور عبدالحلیم محمود کی خدمت میں ھدیۂ تشکر پیش کرنے میں فخر محسوس کرتا ہوں جن کی

شفقت و مہربانی سے الازھر میں قیام کرنے کا شرف حاصل ہوا ؟
اسی طرح محترم دوست ڈاکٹر عبدالودود شلبی اور جناب جلال الدین
احمد پریس قونصل سفارت خانۂ پاکستان کی امداد اور نوازش کا بھی
بے حد شکر گزار ہوں جن کے طفیل میں ان چند قصائد کے علاوہ
بہت سا معلوماتی مواد جمع کرنے میں کامیاب ہوا ۔

لاہور ۲۵ نومبر ۱۹۷۷م ظہور احمد اظہر

نذرانۂ شعر بحضور مصور پاکستان

محمود حسن اسماعیل

(مصر کی جدید عربی شاعری میں جناب محمود حسن اسماعیل ایک خاص اور ممتاز مقام رکھتے ہیں ، وہ مصر کے ایک مشہور شہر اسیوط میں پیدا ہوئے ۔ ۱۹۳۷ء میں دارالعلوم قاہرہ سے بی ۔ اے کرنے کے بعد عملی زندگی میں قدم رکھا اور وزارت معاشرتی أمور میں ملازم ہوگئے ۔ بعد میں وہ وزارت اطلاعات سے منسلک ہوگئے اور ایک طویل عرصے تک قاہرہ ریڈیو سے وابستہ رہنے کے بعد ۱۹۷۳ء میں ریٹائر ہوگئے ۔ ۱۹۷۷ء میں زندگی کے دم واپسیں تک کویت کی وزارت تعلیم میں فنی مشیر کے فرائض انجام دیتے رہے ۔

وہ ایک کثیر الکلام شاعر ہیں ۔ ان کے سولہ میں سے گیارہ مجموعے چھپ چکے ہیں ۔ وہ قدیم و جدید کے سنگم پر نظر آتے ہیں ۔ ان کے ہاں قدیم شعراء کا سا لفظی جاہ و جلال ، فصیح و بلیغ اسلوب اور جدید افکار و معانی کا امتزاج ملتا ہے ۔ یہ قصیدہ انھوں نے ۱۹۲۹ء میں یوم إقبال پر پاکستانی سفارت خانہ قاہرہ میں پیش کیا تھا) ۔

۱۔ شاعر کے ساز فن سے خون بہہ نکلا ، اس کا رباب تھکاوٹ
اور واماندگی کا شکار ہوگیا تو بالآخر آسمان حقیقت کا دروازہ
پھٹ پڑا !

۲۔ ہاں ! مگر یہ شاعر چاہتا کیا تھا ؟ آیا سفر شب نے اسے کوئی گزند پہنچائی تھی ؟ یا یہ مشت خاک بھٹکنے والوں کا شکوہ کرنے لگی تھی ؟

۳۔ وہ کنارۂ سمندر پر بھی پہنچا مگر وہ کشتی کا طلب گار نہ تھا ۔ حالانکہ ابھرتی ہوئی جھاگ والا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور اس کی موجیں بے قابو تھیں !

۴۔ وہ سفر شب پر روانہ ہوا (جاوید نامہ کی تصنیف کی طرف اشارہ ہے) تو قافلۂ شب کے مسافروں کے راستے پر قدم رکھنے سے قبل ہی اپنی منزل آخرین (حضور باری تعالی) پر جا پہنچا !

۵۔ اس نے آسمان پر ایک نگاہ ڈالی تو وہاں سے اسے ایک ایسا گیت (نغمۂ ملائکہ) سنائی دیا جس نے اس کے روئیں روئیں کو مست بنا دیا ۔

۶۔ اس نے ان دیکھے مقامات پر قدم رکھا جہاں کوئی انسان آباد نہیں ۔ بس ایک وہم و خیال ہے جو اجنبی کے لیے حجاب بھی بن جایا کرتا ہے ۔

۷۔ آخر یہ شاعر کس چیز کی تلاش میں ہے ؟! کیونکہ جب بھی وہ کسی چیز کی تمنا کرتا ہے تو اس کے جذبۂ اشتیاق سے قبل ہی تکمیل آرزو کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں ۔

۸۔ وہ پیاسا نظر آتا ہے حالانکہ اس کے دائیں ہاتھ والے پیالے کا مشروب تمام جہانوں کی پیاس بجھانے کی صلاحیت رکھتا ہے ۔

۹۔ وہ حیرت سے سرگرداں دکھائی دیتا ہے جب کہ اس کی اپنی پیشانی کا نور صدیوں کی گمراہیوں کے لیے روشنی کا سامان کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

۱۰۔ وہ سہما پھرتا ہے حالانکہ اس کے پاس جو شمشیر بّراں ہے اس کی دھار تو زمانے کو بھی کاٹ کر رکھ دے شاید وہ اس حقیقت سے آگاہ نہیں ؟!

۱۱۔ وہ بادۂ رحیق کا شاکی نظر آتا ہے مگر اسے یہ علم نہیں کہ اس نے اپنی شراب انگوری نچوڑ کر انسانیت کو کیا پلا دیا ہے !!

۱۲۔ دیکھیے تو یہ اس کی فکر کے خوشے ہیں۔ یہ ان کا حاصل ہے ! یہ اس کے پیغام کے درخت ہیں اور وہ ان سے نچوڑا ہوا رس ہے !

۱۳۔ اگر سلسلۂ نبوت ختم نہ ہو چکا ہوتا تو میں کہہ اٹھتا کہ (یہ شاعر نہیں بلکہ) نبی ہے جس کی الہامی کتاب، زندگی ہے !

۱۴۔ اس شاعر پر جب میری نگاہ پڑی تو اس وقت مشرق کی فضا پر دھندلی چادر چھائی ہوئی تھی !

۱۵۔ مگر مغرب اپنے دائرے میں مجھے ایک خوش باش گروہ نظر آیا جس کی وادیاں اور میدان گھما گھمی سے مزین تھے!

۱۶۔ اس وقت اس شاعر (محمد اقبال رحمہ اللہ تعالی) کی اپنی قوم کے افراد اور دیگر اقوام مشرق غلامی کی دہکتی ہوئی بیڑیوں میں چیخ و پکار کر رہی تھیں۔

۱۷۔ میں نے دیکھا کہ وہ شاعر مشرق بلند آواز سے یوں نغمہ سرا تھا جس طرح صبح کے وقت کسی مینار پر کوئی مؤذن آمد سحر کا اعلان کر رہا ہو !!

۱۸۔ وہ پکار رہا تھا ، اس کے ہونٹوں پر پاکستان کا نعرہ یوں سنائی دے رہا تھا جیسے کوئی محراب میں ترنم کے ساتھ تلاوت کرتے ہوئے نماز ادا کر رہا ہو !

۱۹۔ وہ دعاء و تلاوت میں مسلسل مشغول رہا اور اس (مملکت پاکستان) کا تعارف کرائے چلا گیا ۔ حالانکہ وہ (مملکت) آنکھوں کے سامنے وجود میں بھی نہ آئی تھی !!

۲۰۔ کیا یہ ممکن ہے کہ شاعرنے اس کا مشاہدہ خواب میں کیا ہو اور اس مملکت کی روشنی کو گلے سے لگا لیا ہو جب کہ یہ جام لیے اس کے دل کے گرد طواف کرنے لگا ہو ؟!

۲۱۔ اس (شاعر) نے اس (پاکستان) کے گیت اس وقت بھی گائے جب وہ ابھی وجود میں بھی نہ آیا تھا اور ابھی تک اس سر زمین پر رہنے والے انسان غلاموں کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے کراہ رہے تھے !

۲۲۔ وہ شاعر پاک سر زمین کے گرد عالم دیوانگی میں چنگ کی لے پر اسلام کے نغمات گائے چلا گیا !

۲۳۔ وہ جذبۂ مستی میں اسی پاک وطن کے طیف و خیال پر نظر جمائے رہا بالکل ایسے ہی جیسے کوئی عاشق زار کوچ کرنے والی محبوبہ کو ٹکٹکی باندھے دیکھے چلا جائے !

۲۴- یہاں تک کہ بالآخر اس مملکت کی چکا چوند کر دینے والی روشنی کی ایک کرن پھوٹی جس نے بتکدۂ ہند کو ہیبت زدہ کر دیا اور وہ یوں عیاں ہوکر چمکی جیسے میدان جنگ میں شمشیر براں برہنہ ہوگئی ہو۔

۲۵- اس مملکت کی قوت و ہیبت اسلامی مشرق کے لیے ایک ڈھال بن گئی ۔ جو غاصبوں کے تمام ساز و سامان کو بے اثر کرنے کے لیے کافی ہے !

۲۶- اے مشرق اپنی بیڑیوں سے کہہ دے : کہ ذرا صبر کرو ! بس آنکھ جھپکنے کی دیر ہے ۔ صبح روشن اپنا نیزہ لہراتے ہوئے طلوع ہو چکی !

۲۷- یہ صبح روشن سامراج پر لعنت بھیجتے ہوئے شباب کا سا نیا ولولہ لیے آگے بڑھ رہی ہے ۔

۲۸- سفینۂ آزادی ستاروں کے چپو لیے راستہ بناتا آ رہا ہے اور صدیوں کی ہولناک غلامی کو بحر آزادی ملیا میٹ کرتے ہوئے بڑھا چلا آتا ہے !

۲۹- اہل ہمت کا جہاد ازل سے جاری ہے خواہ ان کے گرد ہولنا کیوں کے بادل منڈلاتے رہیں !

۳۰- تمام اقوام مشرق کی غلامی اب بھاگ اڑنے کے لیے پر تول رہی ہے !

۳۱- اگر یہ اہل مشرق غلامی کو جہنم رسید نہیں کریں گے تو پھر اس غلامی کے عذاب سے تو موت بہتر ہے !!





والد محترم شیخ نور محمد ۔ وفات ۱۷ اگست ۱۹۳۰ء ۔



والدہ محترمہ امام بی بی - وفات ۹ نومبر ۱۹۱۳ء -

پاکستان : دولت شعر اقبال

استاذ شیخ صاوی علی شعلان

۱۔ پیار کی طرح صاف و پاک ، تر و تازہ ہدیۂ سلام جس کے نغموں کی سریں خلد بریں کو بھی معطر کیے دیتی ہیں ...

۲۔ یہ ہدیۂ سلام میں ان لوگوں کی نذر کرتا ہوں جنھوں نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا ، کمزوری کا مظاہرہ نہ کیا ۔ وہ جو ایسے بلند مقصد پر ایمان لائے جو کوئی وہم نہ تھا (یعنی مطالبۂ پاکستان اور اس کی خاطر جد و جہد) ۔

۳۔ ان لوگوں کی نذر کرتا ہوں جو عظمت و شوکت کے لیے بنے ہیں ، جنھیں عزائم وھمم نے ڈھال کر تیار کیا ہے !

۴۔ جنھوں نے اپنی مرضی اور ارادے پر چلنے کی قسم کھائی اور اللہ رب العزت نے ان کی مدد و نصرت فرمائی !

۵۔ یہ ہے پاکستان جس کا رب رحمن حامی و ناصر ہے اور جو رب رحمن کی رہنمائی کا سہارا لیتا ہے وہ یقیناً کامیاب ہوتا ہے ۔

۶۔ اے ترقی کی طرف بڑھنے والی قوم ! جس کے جھنڈے بلندیوں میں لہرا رہے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ ہر مجاھد اسلحہ پوش ان جھنڈوں کے گرد پہاڑ بن کر ڈٹا ہوا ہے ۔

۷۔ واہ ! کیا مملکت ہے ! اگر سورج کو بھی اس کا مرتبہ نصیب ہو جائے تو کائنات کے کسی گوشے میں رات اور تاریکی کا نام و نشان بھی نہ رہے !

۸۔ یہ پاکستانی قوم ! کوئی ستارے ہیں یا فرشتے ! جیسے اس کا ہر فرد اپنے عزم و ہمت کے طفیل اپنی ذات میں ایک قوم ہے !!

۹۔ اے سر زمین پاک ! کیا تجھ میں پھلانگتے ہوئے شیروں کے سوا کوئی اور بھی پایا جاتا ہے ۔ جیسے ان شیروں کی سرزمین قلعوں اور کچھاروں ہی سے عبارت ہے ! ؟

۱۰۔ اے پاکستانیو ! کراچی کے پہلو میں جو سمندر ہے وہ بھی تمھارا ایک فوجی دستہ ہی ہے جو ناقابل شکست صفیں باندھے تیار کھڑا ہے !!

۱۱۔ اس سمندر کے موتی تمھارے علوم و معارف ہی تو ہیں ! معاف کیجیے ! حکمت و دانش تو موتیوں کی لڑی سے بالا و برتر ہیں !

۱۲۔ تمھاری سرزمین میں کتنے حافظ ذہبی ایسے جلیل القدر علماء ہیں جن کے چہروں پر ابن دقیق العید کی سی عالمانہ و فاضلانہ رونق ہے !

۱۳۔ یوں لگتا ہے کہ اس سر زمین پاک میں جلال الدین سیوطی اپنی چمک دمک دکھا رہا ہے اور امام نواوی شارح بخاری جیسے اصحاب قلم و قرطاس موجود ہیں !!

۱۴۔ اگر امام بخاری اور امام اعظم نعمان بن ثابت زندہ ہو اٹھتے اور کوئی پوچھتا کہ یہ دونوں بزرگ اب کس قوم میں پیدا ہوئے ہیں تو لوگ یہی کہتے کہ اسی پاکستانی قوم میں !

۱۵۔ آپ کے ادارۂ نشریات نے اہل عرب کو روشنی کی ایک کرن ارسال کی ہے ، جو پختہ صداقت و محبت اور ناقابل شکست عہد و پیمان کا رنگ لیے ہوئے ہے ۔

۱۶۔ یوں لگتا ہے عمرو بن کلثوم جیسے نڈر اور معن بن زائدہ جیسے سخی اور بزرگ اب تم ہی میں پیدا ہو رہے ہیں !!

۱۷۔ عربیت کے خزانوں کا بڑا حصہ تو آپ کے ہاں ہے ۔ یوں لگتا ہے کہ شہر لاہور بھی بلاد عرب کا اضم نامی پہاڑ ہی ہے ۔

۱۸۔ تم نے اپنے جناح (بازو اور قائد اعظم بھی) کے سہارے بلندیوں کی طرف پرواز کی اور بات بھی یہی ہے کہ شاہینوں کا بسیرا تو ہوتا بھی بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہے !

۱۹۔ جب تمہاری ترقی کی چمک دمک میں تمہارے شیر بہادر اترا کر چلتے ہیں ۔ تو بیت اللہ ، وادیِ بطحاء اور حرم بھی خوشی سے جھوم اٹھتے ہیں !

۲۰۔ یا جب کبھی کوہ ہمالیہ اپنے دریاؤں کا فیض ارسال کر دیتا ہے تو وادی نیل ، شہر قاہرہ اور اہرام بھی وجد میں آ جاتے ہیں !

۲۱۔ کون ہے جو میری بات اقبال تک پہنچا دے — وہ اقبال جو

آیات شعر تخلیق کرتا تھا اور ان اشعار پر گل لالہ کے نشانات
و علامات ہوتی ہیں ۔

۲۲۔ اس نے اپنے اشعار میں اپنی قوم کے گھر تعمیر کیے ہیں اور
بات یہ ہے کہ قوم بھی جب منظم ہو جائے تو وہ بھی نظم
کے حروف و قوافی کے مشابہ ہو جایا کرتی ہے !

۲۳۔ یوں لگتا ہے کہ جب وہ کاغذ پر اپنے اشعار املاء کراتا تھا
تو گویا لشکر کے دستے پھیلاتا تھا اور سطور روشنائی کو
خون کی حیثیت حاصل تھی ۔

۲۴۔ بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ میدان جہاد میں دست
شمشیر زن اس بات کو بڑی فصاحت سے بیان کر سکتا ہے
جسیے زبان بیان کرنے سے قاصر رہ جاتی ہے ۔

۲۵۔ عید آزاداں کا اصول یہ ہے کہ عید یا تہوار منانے سے قبل
روزے رکھے جاتے ہیں اور آرزوؤں کے پیچھے گامزن ہونے
والا عزم بھی کیا جاتا ہے !

۲۶۔ اور روزہ ایک ایسی بھٹی ہے جس کی آتش بہشت میں
عظمت و سر بلندی کی پاکیزگی و تطہیر کا کام انجام پاتا
ہے ۔ خصوصاً موسم گرما کے ماہ صیام کی وہ آتش جنت
جو کائنات کے شعلوں سے بھڑک رہی ہو ۔

۲۷۔ اے اهل پاکستان ! میں اپنی خوشی کو چھپانا نہیں چاہتا
کیونکہ تمہاری اس عید آزادی سے موسم بہار کا چہرہ
موسم گرما کو دیکھ کر مسکرا رہا ہے (پاکستان کا پہلا

یوم آزادی اور پہلا ماہ صیام موسم گرما کے ماہ اگست میں واقع ہوا ، شاعر اسی کی طرف اشارات کر رہا ہے) ۔

۲۸۔ اے پاکستانی قوم ! تجھے اپنی عید آزادی مبارک ہو اور آئندہ بھی تیری عیدوں میں خوشی و نعمت مسلسل رہے !

۲۹۔ مصر کے شاہ فاروق کی سلطنت تمہیں معطر ہدیہ تبریک پیش کرتی ہے ۔ اس تحیہ و ہدیۂ تبریک کے ساتھ وفاء و اخلاص اور عہد و پیمان اور اخوت کا جذبہ بھی زندۂ جاوید رہے !!



اقبال : ایک نغمۂ سماوی

عبداللہ شمس الدین

(جناب عبداللہ شمس الدین مصر کی جدید عربی شاعری میں ایک منفرد اور بلند مقام رکھتے ہیں ۔ وہ نوجوانان اسلام، مصر (جمعیة الشبان المسلمین) کے شاعر تھے ، یہی وہ جمعیت ہے جس نے دورۂ مصر کے موقع پر شاعر اسلام علامہ اقبال کا شاندار استقبال کیا تھا، قومی اور دینی موضوعات کو ان کی شاعری میں مرکزی حیثیت حاصل رہی ، ان کا نغمۂ توحید : اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ فوق کل المتعدی : اللہ ہر جارحیت پسند سے بڑا اور برتر ہے ، ۱۹۵۶ء اور ۱۹۷۳ء کی جنگوں کے موقع پر مصری قوم کے قلب وایمان کو گرماتا رہا ، اسی نغمے کی بدولت انہیں « شاعر توحید » کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے ، اسی سال یعنی ۱۹۷۷ء میں ان کا انتقال ہوا ، ان کا آخری شاعرانہ کام « مولد النور » (نور کی ولادت) کے عنوان سے ایک نعتیہ قصیدہ ہے جو وفات سے چند دن قبل جمعیة شبان مسلمین کے اجلاس میں پیش کیا تھا) ۔

۱۔ اِقبال کی چمک دمک سے نور آسمانی کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں ، اس کے شاعرانہ پیغام سے حق و صداقت کا بیان دنیا کو پیش کرو !

۲۔ وہ تو ایک قلب مجسم تھے ، جس سے حکمت و ہدایت کے چشمے پھوٹ نکلے ، وہ ایک بصیرت مجسم تھے جس کی روحانی روشنی نے دنیا کو جلا بخشی ۔

۳۔ وہ تو ایک مجسم آرزو تھے جو عفت و پاکیزگی کی بلندیوں پر پہنچی ہوئی تھی ، یہی آرزوئے مجسم دنیائے انسانیت میں نغمۂ سلامتی و امن بکھیرتی رہی !

۴۔ وہ (اقبال) تو ایک سراپا عقیدہ اور روحانیت تھے ، یہ عقیدہ و روحانیت ضوفشاں رہے اور اللہ تعالی نے ان کی ضوفشانی کی حفاظت کی ۔

۵۔ وہ تو عالم بشریت کے لیے بشارتیں بن کر آئے ! اقبال جب ظاہر ہوئے تو نعرہ تکبیر سے انسانیت نے ان کا استقبال کیا ۔

۶۔ اے شاعر توحید ! اللہ نے تجھے الہام سے نوازا ہے ، تو اب اس توحید ربانی کے اسرار و رموز مخاص انسانوں کے سامنے کھول دے !

۷۔ ایمان کی حقیقت بیان کر اور اسی کی شراب انسانوں کو پلا دے ! یہ شراب ایمان تیرے روحانی انگور کی جود و سخاوت کی پیداوار ہونی چاہیے !

۸۔ یہ شراب ایمان پلا کر اہل تقوی کو مست بنا دے اور اس کے ساتھ ان اہل تقوی کو نغمۂ سماوی بھی سناتا جا !

۹۔ اس شراب ایمان کے نشے میں اہل عشق کے ہمراہ عالم ملکوت میں محو خرام ہوجا ! رہے غافل لوگ تو انھیں اپنی گمراہی میں بھٹکنے دے ۔



عطیہ بیگم کے ساتھ ۔ ہائیڈ برگ جرمنی ۱۹۰۷ء



جنوبی ہندوستان کی مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن کی دعوت پر اقبال مدراس گئے - گروپ فوٹو ۱۹۲۸ء

۱۰- جس نے شراب ھدایت نہیں چکھی اور اس کے بلند نشے سے آشنا نہیں اسے کیا معلوم کہ ایمان کی ضوفشانیاں کیا ہوتی ہیں ! !

۱۱- اقبال ! صورت حال اب یہ ہے کہ دنیا نے بے رخی اور ترش روئی کا مظاہرہ شروع کر دیا ہے اور اہل خاک نے اس کی تاریکیوں کو تاریک تر بنا دیا ہے !

۱۲- یہ دنیا والے اپنی نفس پرستی کے غلام بن چکے ہیں اور کج روی و گمراہی کو حق سمجھ بیٹھے ہیں ! اف ! اس گمراہی کی پرستش ان کے لیے کتنی قبیح اور بھدی ہے ! ؟

۱۳- یہ لوگ اپنے سینوں میں حق کی روشنی کو تو کچلتے رہتے ہیں ، مگر جھوٹ اور باطل کی آگ ان کے دلوں میں خوب دہکتی رہتی ہے۔

۱۴- طاقتور کمزور کا خون بہانے لگا ہے ، اپنے اکلوتے بیٹے کا ماتم کرنے والی عورت کی عزت لوٹی جا رہی ہے کیونکہ وہ دشمنان عدل و سخاوت سے داد طلب کرنے کا قصد رکھتی تھی !

۱۵- روے زمین پر جنگ و جدل کا دور دورہ ہے ، تباہی عام ہو چکی ہے اور تمام کائنات خون میں نہائے ہانپتی اور چیختی ہوئی دکھائی دیتی ہے !

۱۶- اے فرزند اقبال ! اپنے اشعار سے راہ ھدایت کو واضح کر دے اور ان کی گونج سے اہل دنیا کو جھنجوڑ !

۱۷۔ هدایت قرآنی کو نغموں میں ڈھال کر آسانی لے میں کچھ
اس طرح برسر عام گنگنا کہ دنیا کو راہ حق نظر آجائے۔

۱۸۔ بات یہ ہے کہ یہ کائنات کبھی بھی کسی روشن شریعت کے
بغیر آباد نہیں ہو سکی اور یہی شرع روشن کائنات کی
عظمتوں کی بھی ضامن ہے!

۱۹۔ اسی طرح اللہ کے خوف کے بغیر انسان اپنے تاریک قسم
کے ہوس اور کج روی سے بھی باز نہیں آ سکا۔

۲۰۔ اسی لیے کتاب احمد صلی اللہ علیہ وسلم (قرآن مجید) ایک
قوت بھی ہے اور عدالت بھی! اس کا بیان معجز نما،
بھٹکنے والے گمراہوں کے لیے ایک روشنی ہے!

۲۱۔ شریعت اسلامی میں بر اور انسانیت کے لیے ہر قسم کا
کار خیر ایک حق واجب کی حیثیت رکھتا ہے، اور اسلام
کا اعلان بھی امن و سلامتی کا دور دورہ ہے۔

۲۲۔ مسلمان اس دین حق کی روشنی میں بھائی بھائی ہیں، اللہ تعالی
نے انہیں اپنے سایۂ سر پرستی میں امت واحدہ بنا دیا ہے۔

۲۳۔ رنگ و نسل، زبان اور جغرافیائی فاصلے ان میں تفرقہ نہیں
ڈال سکتے کیونکہ وہ اپنے پروردگار کی روشن ھدایت میں
چلنے والے بندے ہیں۔

۲۴۔ اللہ کی توحید ان کے اشعار کی اساس ہے اور ان کی زندگی
اپنے مولی کی رضا کے لیے وقف ہے۔

۲۵۔ پاک ہے اللہ کی ذات! جو قوت بیان عطا فرماتی ہے! اور
شعراء میں سے جسے چاہے منتخب کرکے عزت سے نوازتی ہے!

۲۶۔ یہ شعراء پھر دنیا کی شدید تاریکیوں میں انسانیت کو راہ ہدایت دکھا کر اللہ کے بندے بناتے ہیں ؛ اور یہی شعراء اللہ کی نعمتوں کے بھی گن گاتے ہیں ۔

۲۷۔ یہ شعراء حقیقت و سچائی کو پہچان لینے کے بعد اس کے اسرار پر جمع ہو جاتے ہیں اور وہی بات کہتے ہیں جو حقیقت و سچائی کی آئینہ دار ہوتی ہے !

۲۸۔ یہ شعراءِ حق اگرچہ مادی اجسام کے ساتھ زندہ رہتے ہیں مگر ہوتے وہ سراپا روح ہیں ، وہ روح جو در پردہ آستانۂ حق پر بوسہ زن رہتی ہے !

۲۹۔ وہ دنیا کے ساتھ چلتے تو ہیں مگر جب وہ ننگی ہو کر ان کے سامنے آتی ہے تو زاھدانہ انداز میں اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور بات یہ ہے کہ انسان کا زاھد ہونا ہی اس کی صفائی کا راز ہے ۔

۳۰۔ جب انسان حرص وہوس سے خود کو بلند تر کرتا ہے تو اسے اطمینان اور سکون مل جاتا ہے اور اپنے آپ میں آجاتا ہے !

۳۱۔ زمانہ اگر صفائی و خلوص اختیار کرے تو تقوی اس کے لیے مشعل راہ ہوتا ہے اور جب وہ تاریکی میں ڈوب جائے تو بھی یہی تقوی بندوں کے لیے روشنی کا سامان ہوتا ہے ۔

۳۲۔ اقبال ! آج تیری یاد کا دن ہے ! اٹھ اپنی آواز کو برکت دے اور اس کے دوام کا راز بھی بیان کر دے !

۳۳۔ جب تک دنیا راہ راست پر ہے زمانہ تیرا نام لیتا رہے اور تیری تازگی سے فکر و ذہن کی پیاس بجھتی رہے ۔

شاعر مسلمانان هند ڈاکٹر محمد اقبال کی خدمت میں

عبدالرحمن عزمی

(ذیل کی نظم استاذ عبدالرحمن عزمی مرحوم کی ہے جو جمعیۃ الشبان المسلمین کے سرگرم رکن تھے ، اس نظم کی اہمیت اس لحاظ سے بہت زیادہ ہے کہ یہ حضرت علامہ کے سفرِ قاہرہ کے موقع پر کہی گئی تھی) :

۱۔ خوش آمدید کہ اہل مشرق کی آرزوئیں مجتمع ہو گئی ہیں ، مرحبا کہ مولانا اقبال نے ہمیں زیارت کا شرف بخشا ہے ۔

۲۔ ان کے پیچھے مولانا شوکت اور ان کے ہمراہی بھی آتے ہیں ، ایک صبح روشن ایسا سامان ہے جس سے ہماری شامیں بھی روشن ہو گئی ہیں ۔

۳۔ اے ہندوستان اور اسلام کے شاعر ! تیرے سبب اسلام کو اہم اور معجزانہ کامیابی حاصل ہوئی ہے ۔

۴۔ آپ ہی تو وہ شاعر ہیں جس کے ارشادات ضرب المثل بن گئے ہیں اور آپ کے روشن کارنامے دنیا والوں کے لیے مثال ہیں ۔

۵۔ میں آپ کو مصر اور اس کے شاعر (احمد شوقی) کی جانب سے تحیۃ و سلام اور خوش آمدید کہتا ہوں ۔ وہ شاعر مصر جس کے بے تکلفانہ اشعار آئندہ نسلوں کے لیے سر چشمۂ فکر و الہام ہیں ۔

٦۔ اگر وہ (احمد شوقی) زندہ ہوتا تو اپنا فریضہ ادا کرتا اور شاعرانہ گویائی کو سعادت بخشتا اگرچہ گزرا وقت واپس نہیں آیا کرتا ۔

۷۔ بیسیوں نسلیں گزر چکی ہیں مگر مصر اسی طرح باقی ہے ، اس سر زمین کو وقت پر اقتدار بھی ہے اور یہ نازاں بھی ہے ۔

۸۔ وقت کی زبان اب بھی ہمیں شاعر کا یہ شعر سنا رہی ہے اور پکارنے والے کی آواز پر آرزوئیں لبیک کہتی ہیں ، (اس شعر میں وہ کہتا ہے):

۹۔ اگر تکالیف و مشقت کی مشکلات نہ ہوتیں تو سب لوگ سردار بن جاتے مگر حقیقت یہ ہے کہ سخاوت سے مال خرچ ہوتا ھے (اور انسان غریب ہو جاتا ہے) اسی طرح میدان جنگ میں آگے بڑھنا جان لیوا ثابت ہوتا ہے !



الاھرام کے شاعر کی طرف سے ھندوستان کے عظیم شاعر کی خدمت میں

محمد عبدالغنی حسن

(مندرجہ ذیل اشعار جناب محمد عبدالغنی حسن کے ہیں جو دارالعلوم قاھرہ میں استاذ تھے اور روزنامہ «الاھرام» میں لکھتے رہتے تھے - یہ اشعار حضرت علامہ کے سفر قاھرہ کے موقع پر کہے گئے اور الاھرام کے اس شمارے کی زینت ہیں - جس میں ان کے معائنہ جامع ازھر کی خبریں بھی موجود ہیں اور الازھر کے علماء سے ملاقات اور تبادلۂ خیالات کا بھی ذکر ہے - میں اس نظم کے سلسلے میں عزیزم کیپٹن عمر فاروق غازی کے تعاون کا بھی شکر گزار ہوں جو ان دنوں قاھرہ میں عربی زبان کی تعلیم کے لیے گئے ہوئے تھے) :

۱- میں ڈاکٹر اقبال کی خدمت میں ھدیۂ سلام و احترام پیش کرتا ہوں -

۲- اس ہستی کی خدمت میں جو میرے فکر میں جاگزیں ہے اور اب میرے ذہن میں جلوہ گر ہے !

۳- اس شعلۂ ھند کی خدمت میں جس نے آج میرے لیے بھی مشعل روشن کر دی ہے -

۴۔ اس شخصیت کے حضور جس کا دل اسلام کے تصور سے
کبھی بھی خالی نہیں رہتا ۔

۵۔ اس ہستی کے نام کہ اسلام کے بارے میں جس کی آرزوئیں
میری ہی آرزوئیں ہیں !

٦۔ اس مرد مجاہد کے نام جس نے اس اعلی و ارفع مقصد
کے لیے اپنی جان کو ارزاں کر دیا ہے !

۷۔ اس شاعر کی خدمت میں جس نے میری چنگاری کو شعلہ
بنا دیا ہے ۔

۸۔ اس ہستی کے نام جسے میں چشم تصور میں دور سے
ملا کرتا تھا !

۹۔ جس سے میں یوں سرگوشیاں کیا کرتا تھا جیسے دل دل
سے کرتا ہے !

۱۰۔ اے بلند مقام شاعر ! الاہرام کا شاعر تجھے سلام پیش
کرتا ہے ۔

۱۱۔ آپ سرزمین کو فکر و الہام مہیا کرنے کے لیے زندہ رہیے!
قیمتی وطن کے لیے قائم و دائم رہیے !



شاعر فلسفی محمد اقبال کا فلسفہ

الشیخ الصاوی علی شعلان

(استاذ صاوی شعلان نہ صرف یہ کہ اقبال کے والہانہ عاشق ہیں بلکہ بہترین عرب مترجم بھی ہیں ۔ جمعیة الشبان المسلمین کے اس اجلاس میں وہ بھی موجود تھے جس میں حضرت علامہ نے اپنے سفر قاہرہ کے دوران تقریر فرمائی تھی ۔ اس لیے ان کا عشق مشاہدہ پر مبنی ہے ۔ قاہرہ کے مشہور محلہ سیدہ زینب میں رہنے والے اس ازھری عالم و شاعر کو اقبال سے بے پناہ عقیدت ہے ۔ بلاد عرب میں اقبال کا تعارف اگر ڈاکٹر عبدالوہاب عزام کا مرہون منت ہے ، تو عرب دنیا کے گوشے گوشے میں اقبال کی شہرت و مقبولیت اس مرد درویش کی مرہون منت ہے ۔ وہ اقبال کے دیس سے بھی بے پناہ محبت کرتے ہیں ، یہاں بھی تشریف لا چکے ہیں ۔ «ایوان اقبال» کے نام سے کلام اقبال کے ان تمام تراجم کا مجموعہ شائع کرنے میں مصروف ہیں جو اب تک انھوں نے کیے ہیں) ۔

۱۔ زندگی اگر ایک مصفیٰ شراب ہے جو ہمیں سر سے پاؤں تک ڈھانپے ہوئے ہے۔

۲۔ تو پھر آنسوؤں میں زندگی کے لیے ایک ایسی نہر ہے جس سے نفس کو صفائی میسر آتی ہے اور ہمتیں بلند ہوتی ہیں !

۳۔ شراب آرزو کا بلبلہ صرف درد و الم کی موجوں پر ہی رقصاں نظر آ سکتا ہے۔

٤۔ اللہ تعالی کی حکمت بالغہ نے ہمیں یہ بتا دیا ہے کہ انشراح صدر بھی مرکز درد سے وابستہ ہے۔

٥۔ بے قراریٔ شب میں خزاں کی آندھیوں نے بلبل کو نغمۂ درد سکھا دیا ہے۔

٦۔ آرزوؤں کے خون سے شعر کی روشنائی تیار ہوتی ہے اور زمانے کی آفتوں کے طفیل حکمت بھرے اشعار تخلیق ہوتے ہیں۔

۷۔ اس کائنات کا ترانہ بھی اس وقت تک ناقص ہی لگتا ہے جب تک آنسوؤں کی درد بھری لے اس میں شامل نہ ہو!

۸۔ جوانی کو ہوس کے نشے سے بھی تو درد غم ہی بیدار کرکے ہوش و خرد کی تعلیم دیتا ہے۔

۹۔ اے رب! کیا خوب ہے کہ ایک گرفتار غم نے اپنے رنج و الم میں مبتلا ہوکر آہوں کے سمندر سے خوش حالی کے موتی تیار کر لیے!!

۱۰۔ وہ بھی عود کی طرح خوابوں میں کھویا تھا مگر بجانے والوں کی چوٹوں سے بیدار ہوگیا!

۱۱۔ ہمارے درد و آلام سر بلندی کے لیے پر کا کام دیتے ہیں جن کے ذریعے ہم شاہینوں کی اڈانوں سے بھی آگے نکل جاتے ہیں!!

۱۲۔ روح ایک راز ہے اور زندگی ایک تاریکی ہے۔ ایسے میں درد و آلام کا شعلہ روح کے لیے روشنی کا کام دیتا ہے۔

۱۳۔ دل کی دھڑکنوں میں بھی ایک خاموش لے ہے جسے جھاڑیوں
پر چہچہانے والے طیور بھی نہیں گا سکتے ۔

۱۴۔ وہ شخص جو شام کی آہوں کو نہ جان سکا اور جس کی
آنکھ نے رات کو آسمان سے باتیں نہ کیں ...

۱۵۔ اور جس کے جام دل کو غم نے شکستہ نہ کیا ہو اور اس
کی آہ و زاری نے رات کی تاریکی کو نہ چمکایا ہو ...

۱۶۔ وہ مدہوش جو تمام عمر لہو و لعب میں لگا رہا ، جس نے
صرف شیریں نغمات ہی سنے ہوں ..

۱۷۔ وہ عاشق جو اپنے عشق میں یاد کی سوزش اور حسرت جفا
سے محروم رہا ہو ..

۱۸۔ وہ پھول توڑنے والا جس کے ہاتھ کانٹوں کے باعث سرخ
خون سے نہ رنگے گئے ہوں ...

۱۹۔ یہ سب لوگ زندگی کی نعمتوں ، امن و خوش حالی سے کس
قدر بھی لطف اندوز ہوتے رہے ہوں ۔

۲۰۔ مگر زندگی کے اسرار ان سے پوشیدہ ہی رہیں گے اور وہ بھی
ہمیشہ ان اسرار سے پردے میں رہیں گے !!



اقبال

عزیز اباظه پاشا

(جناب عزیز اباظه پاشا جدید عربی شاعری میں اسلامی ذہن کے ترجمان ہیں ۔ نغمۂ توحید اور مدح رسول ﷺ کے علاوہ بے شمار دینی و قومی مسائل پر شعر کہتے ہیں ۔ صاحب دیوان شاعر ہیں ۔ اقبال کے بارے میں یہ قصیدہ انہوں نے اپریل ۱۹۵۱ء میں یوم اقبال کے موقع پر پیش کیا تھا) :

۱۔ اپنے ہدایت کرنے والے انبیاء کرام کے جلال کے سایہ میں
اور اپنے غیر فانی شعراء کی روشنی میں ...

۲۔ بلاد مشرق نے ہر زمانے میں فکر و پیغام کی مشعل اٹھائے رکھی اور مختلف گوشوں میں جمال ہدایت و فکر پھیلا دیا ہے !

۳۔ یہ مشرق ہی تھا جس نے کائنات کو گمراہی سے بچائے رکھا ۔ کیونکہ دنیا کے گوشے گوشے میں مشرق کی ضیاء پاشیاں جاری رہیں !

۴۔ مشرق کے فلسفیانہ افکار بلندیوں سے نسبت رکھتے ہیں اور ان افکار پر حق کی مقدس چمک پڑتی رہی ہے !

۵۔ یہ افکار فلسفیانہ روشن و تابندہ ہیں جو عقل و دانش کی دنیا میں آفتاب روشن کی مانند ضوفشاں ہیں ۔

۶۔ سوچ سمجھ کا رنگ لیے ہوئے کچھ فنون ہیں جو تاریکیوں میں زمانۂ انسانیت کے لیے روشن مینار کا کام دیتے رہے ہیں ۔

۷۔ مشرق کے پاس وہ علوم ہیں جنھوں نے نامعلوم و مجہول کا احاطہ کرنے اور جائزہ لینے کے لیے فکر کو آزادی بخشی ہے ۔

۸۔ بلند مرتبہ اسلوب بیان (قرآن کریم کا اسلوب اعجاز) بھی مشرق کا ہے ۔ جسے اللہ تعالی نے بلند آسمانوں سے ہدایت کے لیے اتارا ہے ۔

۹۔ دیکھیے یہ تھا ماضی کا مشرق ! مگر اب تو گردش دوراں نے اس پر غفلت اور نیستی کے پردے ڈال دیے ہیں ۔

۱۰۔ یہ عالم مشرق جو ضعیف و نحیل اور وبائی بیماریوں کے نیچے پس رہا تھا ۔ اب اسے شفاء مل چکی ہے یا ملنے والی ہے ۔

۱۱۔ مگر مشرق کے کاسہ بردار لیڈر ہوس پرستی ، اختلاف اور کھلے حسد اور کینہ وری کا شکار ہیں ۔

۱۲۔ یہ لیڈر معمولی امور میں جھگڑنے ، ایک دوسرے کو دشمنی کے راستے پر گھسیٹنے اور اپنوں سے بے وفائی و غداری میں لگے ہوئے ہیں ۔

۱۳۔ وہ ہمیشہ «نہیں» کہہ کر جان چھڑانے کے عادی ہیں ۔ حالانکہ کسی حادثے یا مشکل کے دفاع اور بچاؤ کے موقع پر «نہیں» کہنا سب سے زیادہ ناقص و کمزور رویہ ہوتا ہے ۔

۱۴۔ یہ جانے بغیر کہ «نہیں» کہنے کے نتائج کیا ہو سکتے ہیں ۔ منہ سے «نہیں» کا لفظ نکالنا حماقت کی دلیل ہوتی ہے ۔

۱۵۔ ممالک مشرق کو پیغام بیداری دیجیے اور کہیے کہ ہوش میں آؤ ! کیونکہ غفلتوں میں ڈوب جانے والے ذلت و تباہی سے دو چار ہوتے ہیں ۔

۱۶۔ ان ممالک سے کہہ دو کہ اختلاف چھوڑ کر ایک ہو جائیں ورنہ وہ اختلاف کی آگ میں بھسم ہوکر رہ جائیں گے ۔

۱۷۔ آج کے دور میں طاقتور تو لوٹ مار کے لیے ایک ہو چکے ہیں۔ مگر کتنی حماقت ہے کہ کمزوروں میں کوئی اتحاد نہیں !

۱۸۔ جب شیر ببر بھی کمزوری کا شکار ہوتا ہے تو اس کے بچے کھچے شکار کے لیے للچانے والوں کی کثرت ہو جایا کرتی ہے ۔

۱۹۔ اے اقبال ! تو اللہ کی بصیرت ہے جو اس کی مخلوق کے لیے بطور انعام پیدا کی گئی ہے ۔

۲۰۔ عہد رسالت و خلافت راشدہ کے بیت جانے کے بعد اللہ تعالی مصلحین کو بھیجتا رہتا ہے ۔

۲۱۔ جو اپنے ہنر سے انسانوں کی رہنمائی کرتے اور ان کی زندگیوں کو روشنی سے معمور کرتے رہتے ہیں ۔

۲۲۔ یہ مصلحین وہی کردار ادا کرتے رہتے ہیں جو صحراؤں میں رات کے مسافر کے لیے ستارے ادا کرتے ہیں ۔

۲۳۔ آپ نے اسلام کو یوں قبول نہیں کیا جس طرح کوئی دوسروں کے پیچھے چلنے والا اپنے آباء و اجداد سے ملنے والے دین کے معاملے میں لکیر کا فقیر ہوتا ہے ۔

۲۴۔ بلکہ آپ نے تو اسے ایک سائنسی اصول کے مطابق سمجھ کر گلے سے لگایا اور اس کے مسائل کو واضح طور پر حل کیا !

۲۵۔ جب انسان بحث و تمحیص کے بعد کسی مسئلے کے بارے میں اطمینان حاصل کر لیتا ہے تو اس کے ضمیر کو قرار نصیب ہو جاتا ہے ۔

۲۶۔ آپ اسلام کے مفکر ہیں ، یہ کائنات کئی قسم کے شکوک اور شبہات میں گھری ہوئی ہے ۔

۲۷۔ آپ الہام یافتہ لوگوں کی طرح حق گو ہیں اور اپنی زبان حق سے سچائی کے دشمنوں کی تلواروں کو کاٹ کر رکھ دیتے ہیں ۔

۲۸۔ جب آپ نے یہ فرما دیا کہ اسلام کی بنیاد توحید ربانی اور وحدت انسانی پر قائم ہے ۔

۲۹۔ اور یہ کہ ایمان اور فکر کے ساتھی بندۂ مؤمن کے لیے اس کے رشتہ داروں سے بھی زیادہ قریب اور مقدم ہیں ۔

۳۰۔ اس دن سے آپ ہر اس حسن کے لیے آئینہ ہیں جس میں

اللہ کی ذات جلوہ گر ہے اور آپ کا نام ایک ایسا نام ہے
جو فضاؤں میں گونج رہا ہے !

۳۱۔ اے اقبال ، آپ رونق حق ، راہ ھدایت کے جمال اور تازگی
کی فضاؤں میں ھمیشہ کے لیے زندہ ہیں !

۳۲ ۔ اقبال ! آپ تو میرے دل کی جنت میں زندہ ہیں ، میرے
دل کی دھڑکن اور آہ درد کی آواز میں بھی شامل ہیں ۔

۳۳۔ عسرت ایام ، لذت آلام اور درد محبت و آزمائش عشق
میں بھی آپ ہی کی یاد زندہ ہے !

۳۴۔ ہواؤں کی عطر بیزی ، صبح کی روشنی اور تحلیل ہونے والی
شبنم میں بھی آپ کی یاد زندہ ہے ۔

۳۵۔ اقبال ! آپ تو موت کے دبیز پردوں کے باوجود بھی زندہ ہیں
اور بلند تر زندگی تو ہوتی بھی وہی ہے جو موت کے پردوں
کے بعد نصیب ہوتی ہے ۔

۳۶۔ آپ تو روحانیت کے طفیل موت کی قید سے آزاد ہوگئے
ہیں اور اس کی وسیع وعمیق منازل طے کر چکے ہیں ۔

۳۷۔ آپ نے تو موت کو حق کا دروازہ اور تقدس و صفاء کی
سیڑھی قرار دیا ۔

۳۸۔ اللہ کا معجزہ بن کر گونجنے اور کائنات کو ھلا دینے والی
بہت سی آوازیں بلند ہوئیں جن میں آپ کی آواز صدائے
مبین کی حیثیت رکھتی ہے ۔

۳۹۔ آپ غیر فانی ہیں اور بقائے دوام کو وہی عظیم انسان پا سکتا
ہے جس کی روشنی میں دنیا کو راہ زندگی میسر آتی ہے !

اقبال : ایک صدائے دوام

استاذ خالد جرلوسی

(استاذ خالد جرنوسی « جمعیة الشبان المسلمین » کے ممبرو ترجمان ہیں اور پاکستان و اسلام سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں) ۔

۱۔ چہچہانے والا بلبل پروں کو پھڑ پھڑاتے ہوئے بیٹھ گیا ۔ اور دین اسلام کے سُروں میں گنگنانے لگا جس سے حریم کائنات میں تہلکہ مچ گیا !

۲۔ وہ (بلبل اقبال) ! اپنی ذات میں ایک امت تھا جو غیرفانی روحوں کی گھن گرج کے ساتھ گویاں ہوا !

۳۔ اگر ظہور اقبال سے قبل سلسلۂ نبوت ختم نہ ہو چکا ہوتا تو اللہ تعالی اسے القاب نبوت و رسالت سے نواز دیتا !

۴۔ اے اقبال : (جن کی اقبالمندی کے لیے دین اسلام نازاں ہے) ، آئیے اور نغمۂ انسانیت گنگنائیے !

۵۔ اٹھیے اور زمانے کو ایک ایسا دھڑکتا ہوا نغمۂ بے قرار سنائیے جو نئی صبح کے ساتھ جھومتا ہوا رواں دواں ہو جائے ۔

۶۔ میں نے اپنی چشم بصیرت سے آپ کے مقام عظمت کا

مشاہدہ کیا ہے مجھے نہ تو اس مقام پر آپ سے پہلے کا کوئی شخص نظر آیا اور نہ آپ کے بعد کسی کو نصیب ہوگا!

۷۔ کیا آپ نے یہ مقام پکارنے والوں کے لیے چھوڑ دیا ہے جو صدائیں دیتے بھٹکتے پھرتے ہیں اور خود نعرۂ حق بلند کرتے ہوئے افلاک کی بلند دنیا میں پہنچ گئے ہیں۔

۸۔ آپ نے مقدس شاعری سے ایک زندہ و پائندہ سلطنت قائم کر دی اور ایک قوم کو نغمات کے لیے جھنجھوڑا تو وہ ترانہ الاپنے لگی!

۹۔ اس قوم کی صفوں میں آپ نے روح پھونک دی اور ہر مسلمان مرد و عورت کو انقلابی بنا دیا!

۱۰۔ آپ نے ایک نعرۂ مستانہ بلند کر کے پاکستان تخلیق کر دیا۔ آپ نے اپنے خون جگر سے پردۂ آفتاب کو چاک کر دیا۔

۱۱۔ ایک خواب تھا جو دنیا میں سلطنت کے روپ میں ظاہر ہو گیا۔ آپ کے اسی خواب نے تو ہر مجاہد کو خواب دیکھنے کا جذبہ عطا کر دیا ہے۔

۱۲۔ کاش اگر وہ خواب دیکھتے ہوئے یہ یاد رکھتے کہ ماضی میں بھی اسلام کی عظمت و شوکت نے اقوام کی تعمیر کی مگر وہ مٹتی رہیں!

۱۳۔ وہ ایسی قومیں تھیں جو ظلم کے سہارے محو خواب رہیں! کاش! وہ اسلام کے دین قیم پر دست درازی نہ کرتیں!

۱۴۔ اے اقبال ! کاش آپ جیسے شاعر امت مسلمہ کے ہر گروہ میں پیدا ہوتے جو غافلوں کو جھنجھوڑتے اور سوتوں کو جگاتے !

۱۵۔ کتنی ہی مسلم اقوام ہیں جن پر ان کے دشمن حکمرانی کر رہے ہیں اور وہ انہیں یوں ہانکتے پھرتے ہیں جیسے بے زبان جانوروں کو ہانک رہے ہوں !

۱۶۔ عرب و عجم کے مسلمان اپنی بد بختی پر قانع ہو گئے ہیں ، کاش وہ اپنی کتاب محکم قرآن مجید کو پہچان لیتے ۔

۱۷۔ انہوں نے قرآن پڑھا تو سہی مگر کمزوروں کی طرح ! مگر وہ اس میں جہاد اعظم کے احکام نہ پڑھ سکے !

۱۸۔ وہ قرآن کی تلاوت بے اثر نغمگی کے ساتھ کرتے رہے اور نماز پنجگانہ میں ایک رلا دینے والے ورد وظیفے کے طور پر پڑھتے رہے !

۱۹۔ حالانکہ رکوع و سجود کرنے والے مجاہدین اسلام کو دین قیم میں ترقی و عروج کے زینے نظر آتے گئے تھے !

۲۰۔ اقبال ! آپ تو ہر مجدد کے لیے امام و قائد ہیں ! اللہ تعالی نے آپ کو الہامی انداز بیان عطا کیا ہے !

۲۱۔ آپ نے کتاب اللہ کی اساس پر ایک مملکت کی بنیاد رکھی! کیونکہ آپ کا کلام بھی اللہ کا عطیہ تھا اور کتاب حق میں بھی اسی کا کلام پاک ہے !

۲۲۔ آپ نے عصر حاضر میں کتاب اللہ کی بنیاد پر ایک حکومت قائم کرکے دکھا دی ہے ۔

۲۳۔ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین اگر وحی الٰہی سے محروم ہوں تو ظلم و ظلمت کے سوا کچھ نہیں ہوتے!

۲۴۔ اللہ کی قسم! کتاب اللہ کی بنیاد پر ہم جو قدم بھی آگے بڑھائیں گے وہ ہماری ترقی میں کبھی رکاوٹ نہیں بنے گا۔

۲۵۔ کتاب اللہ کی ایک چنگاری نے شاعر کے قلب و جگر پر اثر ڈالا تو وہ معجز بیانی کے ساتھ ترجمان حق بن گیا۔

۲۶۔ وہ شاعر جب آیا تو زندگی ذلت کا شکار تھی مگر اس کے آتے ہی زندگی مہیب رات میں بھی صبح کی طرح مسکرانے لگی!

۲۷۔ اسے امت مسلمہ کے خوفناک زخم نظر آئے تو وہ ان کے لیے علاج و مرہم رکھنے میں لگ گیا۔

۲۸۔ تب عدم سے شیر ببر دھاڑتے ہوئے نکل پڑے اوو سرکشوں کے بند موں‌ہوں کو نوچنے لگے!

۲۹۔ وہ قوم (پاکستانی) جنہیں خلافت راشدہ کی طرح عہد اسلام میسر آ گیا وہ کبھی فنا نہ ہو گی!

۳۰۔ اس قوم کے ہر گھر میں روح اقبال کا انقلابی جذبہ ہے جو اللہ کے شیروں کو ابھار رہا ہے!



بیاد اقبال

استاذ محمد عبدالمنعم ضیف اللہ

(استاذ محمد عبدالمنعم ضیف اللہ اسلام اور پاکستان سے جذبۂ ایمانی کی رو سے محبت کرتے ہیں ، اسلامی موضوعات پر شعر کہتے ہیں ، اقبال کے پرستاروں میں شمار ہوتے ہیں) ۔

۱۔ یہ جو کچھ ہم مشاہدہ کر رہے ہیں کیا یہ امیدیں ہیں یا آرزوئیں ہیں ؟! یہ کس نے پکارا ؟ کیا اس تقریب کے لیے اقبال نے پکارا ہے !؟

۲۔ اقبال نے ہمیں کتنے بہترین دسترخوانوں پر بلایا ہے (حسن عمل کی دعوت دی ہے) مگر قیل و قال اور بے مقصد بحث پر بلانے سے باز رکھا ہے !

۳۔ وہ ایک پختہ عزم اور راہ کمال پر بڑھنے والا انسان تھا اور آرزوؤں کی آرزوئیں بھی ہوتی ہیں !

۴۔ وہ علم و فلسفہ کے میدان میں حق پر تھا ، شہادت حق کی راہ سے اسے کوئی کوشش گمراہ نہ کر سکی ۔

۵۔ اس نے علم و اعتماد اور یقین کے ساتھ دعوت إلی الحق دی اور مقابلے میں آنے والوں کی پرواہ نہ کی !

۶- وہ دعوت اسلام کا علمبردار تھا جس نے امن و سلامتی کی دعوت دی مگر لوگ اسے بیکار پکارنے والا تصور کرتے رہے ، لیکن ان کا یہ تصور کتنا برا تھا !

۷- اگر تمام خلق خدا اس کی دعوت پر کان دھرتی تو دنیا میں جنگ و جدال نہ ہوتا !

۸- اے برادر ! اے فرزند مشرق ! مشرق تو اقبال کو اپنی آرزوؤں کا حدی خوان تصور کرتا ہے !

۹- اقبال تو مشرق کے لیے فخر و عزت کا سرمایہ ہیں ، ہر دل میں آپ کی محبت و عظمت کا مجسمہ موجود ہے !

۱۰- یہ دیکھیے مملکت نو خیز پاکستان ہے جو اپنے اقبال کی طرح فخر و ناز سے اتراتا ہوا ظہور پذیر ہوا ہے !

۱۱- اگر آپ گویاں ہوں تو آپ کی گفتار بھی شعر ہیں جنھیں آپ گنگنانے لگتے ہیں اور آپ کی پکار پر الفاظِ قافیہ دوڑے چلے آتے ہیں ۔

۱۲- آپ کے اشعار میں وعظ و عبرت اور حکمت بھری امثال ہوتی ہیں بلکہ آپ کا معمولی شعر بھی ایک ضرب المثل ہی ہوتی ہے !

۱۳- میں آپ کی مدح میں شعر کیا کہوں آپ کی بارش شعر کے بعد میرے قطرات شعر تو ایک بوندا باندی ہے جبکہ آپ کا کلام تو ایک موسلادھار بارش کی مانند ہے !

۱۴- مجھے بھی شعر سے ایک نسبت ہے ، اس لیے آپ کے طفیل

میرا جذبۂ شعر گوئی جھوم اٹھا ہے، آپ کو تو مشرق و مغرب نے دعوت جولانی دی!

۱۵۔ آپ نے شعر سے جہاد کیا، اور کتنے ہیں جو اپنی جولانیوں اور حملوں کے دوران سپاہی کی مدد کے بغیر ہی میدان جہاد میں نکلتے ہیں!؟

۱۶۔ آپ نے شاعری میں بلند آفاق کا طواف کیا ہے آپ جیسا طواف کرنے والا یا جولانیاں دکھانے والا بھلا اور کون ہوگا!

۱۷۔ آپ تو سراپا فضل و کرامت ہیں، آپ ہم اہل مشرق کے لیے ایک مجسمہ اور مثال ہیں۔

۱۸۔ وہ شخص کبھی نہیں مرتا جس کے اصول مردہ دلوں کو زندگی و توانائی بخش دیتے ہیں اور جو آنے والی نسلوں کے لیے بھی پیغام حیات ہو!

۱۹۔ چنانچہ سورج کو دیکھ لیجیے، اس کی روشنی کائنات کو منور کیے ہوئے ہے سورج کو نہ تو تاریکیاں چھپا سکیں اور نہ طویل زمانے!

۲۰۔ آپ کی حیات جاوداں اب علم و تاریخ کی امانت ہے یہی دونوں تو کوچ کرنے کے بعد زندگی کی یادگار ہیں!



اقبال اور اسلام

استاذ محمد مصطفیٰ حمام

۱۔ یہ ھدیۂ سلام اور تعظیم کا موقع ہے ! نمود الم بھی ہے اور تقریب آرزو بھی ہے !

۲۔ آج ایک شاندار ماضی ، موروثی عزت اور چھوٹے بڑے شیروں کی یاد کا دن ہے !

۳۔ ہولناکیوں کی ایک رات تھی جس نے دبوچ رکھا تھا مگر اقبال کی روشنی کے طفیل اس کی تاریکیاں چھٹ گئیں !

۴۔ اس نے دنیا پر اپنے نور ہدایت کو عام کیا جس نے ہمارے حالات بدل کر رکھ دیے ہیں !

۵۔ اقبال نے تو شعر و شاعری کے ذریعے علم و حکمت کے سر چشمے عام کر دیے چنانچہ ہم صاف اور رواں چشموں سے فیض زندگی حاصل کرنے لگے !

۶۔ اللہ پر ایمان کے سہارے ایک مملکت قائم ہو گئی جو اپنی بلند عمارت کے لحاظ سے اونچی چوٹی ہے !

۷۔ پاکستان ایک شاندار گوشۂ توحید ہے جسے اقبال اور اپنے دیگر ابطال و زعماء پر فخر ہے۔

۸۔ اگرچہ ہم وطن کے لحاظ سے تو دور ہیں مگر اسلام ہمیں ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے اور ہمیں بہترین ساتھی اور رشتہ دار بناتا ہے۔

۹۔ اگرچہ دنیا میں بھائی بھی فکر و قول میں مختلف ہو سکتے ہیں مگر ہمیں اسلام نے گفتار و افکار میں ایک بنا دیا ہے!

۱۰۔ اقبال کی دعوت ایک ایسا مقدس ورثہ ہے جو روئے زمین پر ایک نسل آیندہ نسلوں کے لیے یادگار چھوڑتی ہے۔



اقبال کا پاکستان

استاذ محمود جبر

(استاذ محمود جبر ایک پختہ فکر شاعر اور ممتاز ادیب ہیں ، نظم و نثر دونوں میں وہ کامیاب نظر آتے ہیں ، ملت اسلامیہ کا درد رکھتے ہیں ، خصوصاً بر صغیر پاک و ہند کے مسلمانون اور ان کے مسائل سے دلچسپی رکھتے ہیں ، اقبال اور پاکستان پر بھی اظہار خیال کرتے رہتے ہیں) -

۱- پاکستان کیا ہے؟ ایک خداداد صلاحیت رکھنے والے شاعر کے قصیدے کا ایک بیت (شعر) ہے ، بھلا اس سے قبل کبھی کسی ادیب یا شاعر کے خواب نے حقیقت کا روپ دھارا تھا !

۲- اے پاکستان ! تجھے اقبال نے نغمۂ ساز بنا کر ڈھالا ہے جس کے مرغوب سروں کے سامنے زمانے کو سر بسجود ہونا پڑا !

۳- اے اقبال ! تیرا پاکستان ایک ایسا باغ بن گیا ہے جو سر سبز و شاداب اور چہچہانے والوں سے لبریز ہے !

۴- اے اقبال ! تو نے بیان و معانی کے سنہری ہار تیار کیے ہیں جو ایک خوشگوار اور شاندار اسلوب لیے ہوئے ہیں -

٥- تو نے اسلام کا ایک ایسا ہولناک گیپ پُر کیا ہے کہ اگر تو نہ ہوتا تو اس گیپ کی اصلاح کبھی نہ ہو سکتی -

٦- تو نے جو نظم کیا وہ شعر نہ تھے بلکہ تیرے واضح راستے کی چمکتی ہوئی روشنی تھی !

٧- کیا تو نے دیکھا ہے کہ کاغذ سے شہر تعمیر کیے جاتے ہیں یا ڈھلے ہوئے لوہے کے شعلوں سے؟ !

٨- ایک برادر اور دوست ملک کا قومی دن ہمارا بھی قومی دن ہے ، بلکہ یہ تو سب اسلامی ملکوں کا قومی دن اور سب اقوام کا خواب ہے !

٩- اے پاکستان ! تو ایک عظیم درخت ہی تو ہے جو سر زمین مشرق میں قربت پیدا کرنے کے لیے اگا ہے !

١٠- تو دین اسلام کا ایک منبر ہی تو ہے جس پر ھدایت و رہنمائی کرنے والے داعی و خطیب ہی سرفراز ہوتے ہیں !

١١- اے پاکستان ! جو ہمارے بے مثال قائدین کا ملک ہے جو خوف زدہ کے لیے جائے امن اور گھبرانے والوں کے لیے محفوظ قلعہ ہے !

١٢- اے مملکت ترهیب و ترغیب ! میں تجھے اپنے خون اور جذبات کے بلند ترین ھدیہ ہائے تبریک پیش کرتا ہوں -

اقبال امیر سخن

ڈاکٹر سعد ظلام

ڈاکٹر سعد ظلام کا یہ قصیدہ لفظی اور معنوی دونوں قسم کی خوبیوں سے مزین ہے - اس کے لفظی محاسن عربی زبان کی فصاحت و بلاغت کی تصویر بھی پیش کرتے ہیں اور اسلوب کی سلاست و روانی کے ساتھ ساتھ الفاظ کی شوکت و جلال کی جھلک بھی پیش کرتے ہیں - شاعر اسلام محمد اقبال کے ساتھ عقیدت و محبت کی گہرائیاں اور ان کے فکر و تخیل کی بلندیاں بھی اس قصیدے کی جان ہیں - ڈاکٹر سعد کے نزدیک اقبال کی شاعری ایک پیغام ہے - ایک دعوت عمل ہے اور نغمۂ توحید کے ساتھ ساتھ رسالت سماوی کی بھی ترجمان ہے - ان کی رائے میں اقبال کی شاعری نہ صرف یہ کہ اسلام کی عظمت رفتہ اور تاریخی کردار کے دل آویز ، جگر سوز اور روح پرور نغمات ہیں - بلکہ بھٹکی ہوئی ملت اسلامیہ کے لیے نشان منزل کا ترانہ اور دکھی انسانیت کے درد و غم کا مداوی بھی پیش کرتی ہے -

دیکھیے حکیم الأمت کی فکری عظمت اور بلند مرتبے کے اعتراف کے ساتھ اپنی عقیدت ، اخلاص اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے پیغام کو کس طرح قوت ایمانی اور جذبۂ روحانی کی غذا قرار دیتے ہیں اور اقبال کو اللہ کا شاعر تصور کرتے ہیں :

(۱)

۱۔ میں دل مسلم کی سی پاکیزگی لیے اور بیت اللہ کے لیے احرام باندھنے والے کا سا خشوع و خضوع لیے۔

۲۔ ذوق و شوق سے لبریز دل کے ساتھ آیا ہوں جذبۂ محبت اور تشنگی کی تسکین مقصود ہے۔

۳۔ میں اپنے فریفتہ ضمیر کے ذریعے اللہ کے شاعر اور امت کے نغمہ سرا سے سرگوشی کرنا چاہتا ہوں۔

۴۔ ظلمت زدہ دل کے چہرے کو ضیائے حرم جیسی روشنی کے ذریعے تازگی اور درخشندگی بخشنا چاہتا ہوں۔

۵۔ اے اقبال! آپ تو میرا خواب بھی ہیں، بیداری بھی اور خوابوں کو پریشان ہونے سے بچانے والے بھی!!

۶۔ میں تو ایک پناہ کا متلاشی پرندہ ہوں جسے ایسے شخص کی ضرورت ہے جو اہل عشق کی نگہبانی کے ساتھ ساتھ نغمات کی گرمجوشی بھی فراہم کرے۔

۷۔ میں تو بس ایک زخمی دل ہوں جو ایک زخمی پرندے کی طرح خود کو اس کے آغوش میں دے دینے کا متمنی ہے!

۸۔ میں جنگل میں ہوں ایک پیاسے کی طرح دروازے پر دستک دینا چاہتا ہوں شاید کوئی مقصد برآری کی صورت نکل آئے!

۹۔ اقبال! مجھے اپنے امڈتے ہوئے پاکیزہ سر چشمے سے سیراب کر دیجیے اور اپنی بلند روشنی کے دائرے میں شامل کر لیجیے۔

۱۰۔ مجھے بھی ایک الہام یافتہ نغمہ گر کی روح بخش دیجیے کیونکہ جذبۂ عشق اسی قدر بڑھتا ہے جس قدر یہ جذبہ عطا کرنے والا روحانی القاء والہام کی قوت سے متصف ہوتا ہے۔

﴿۲﴾

۱۔ اقبال بھی سقراط کی طرح امیر سخن تھے ، فکر انسانی کے پیامبروں میں ان کا خاص مقام ہے جن کی قلمکاری زندۂ جاوید بن گئی ہے۔

۲۔ انھوں نے حق کا علم بلند کیا اور قافلۂ حق کو حیات نو بخشی ، وہ ایک ایسے فلسفی تھے جو عقل کی قدر شناسی اور اس کی قیمت کو جلا بخشنے والے تھے۔

۳۔ انھوں نے انسان کی تشنگی کو سیرابی سے بدل دینے کا سامان کیا، وہ اسلام کے روشن نغمگی والے ساز کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۴۔ وہ دین کے بغیر کائنات کو ایک مبہم خواب تصور کرتے تھے جو بے معنی اور بے فائدہ ہوتا ہے۔

۵۔ اگر وہ اپنے روح پرور نغمات میں مشرق کی باتیں نہ کرتے یا اسلام اور اس کی عظمت کا اعتراف نہ کرتے ..

۶۔ اگر وہ اللہ کے بتائے ہوئے راہ ہدایت اور روح اسلام کو چھوڑ دیتے تو یورپ والے انھیں اپنا شیطان تسلیم کرکے اس کے منحوس گیت دوہرانے لگ جاتے۔

۷۔ اور پھر اہل یورپ ان کی یاد کو قائم و دائم بنانے کے لیے ایک زور دار نغمۂ جنگ تخلیق کر ڈالتے۔

﴿٣﴾

١۔ اے شاعر اسلام ! اے نغمہ و ساز اسلام ! جسے اللہ تعالی نے تر و تازہ احساس کے قالب میں ڈھالا ہے ۔

٢۔ جس نے ایمان کے تاروں کو چمک دمک دی ، جسے اللہ تعالی نے مخفی سورتوں کے شعر کے روپ میں بخش دیا ہے ۔

٣۔ اب حال یہ ہے کہ آپ کی روح اسرار دین کو دھڑکتے ہوئے حساس دل کے ساتھ پرجوش نغموں کی شکل میں پیش کرتی ہے ۔

٤۔ دین ہی وہ لے ہے جس میں آپ گیت گاتے ہیں ، یہی وہ موج ہے جس کا زور کبھی نہیں ٹوٹتا !

٥۔ یہ دین متین ہی کی عظمت تھی جس سے آپ کو محبت تھی اور جس پر آپ تمام عمر فخر کرتے رہے !

٦۔ یورپ کے ساز و نغمے آپ کو خیرہ نہ کر سکے ، کیونکہ وہ تو ایک چھلکے کی مانند ہیں جو کسی کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر یا پتھروں پر پڑا ہو !

٧۔ ریگستان یورپ میں روح کے لیے کوئی نخلستان نہیں ہے جہاں تھکا ہارا مسافر کچھ دیر کے لیے سانس لے سکے !

﴿٤﴾

١۔ اے توحید الہی کے نغمہ خواں جس پر ، سماوی اکرام و اعزاز کے باعث ، روح الامین بھی فدا ہے !

٢۔ اس قصۂ توحید نے صاف و شفاف سر چشموں سے سیراب شدہ تیرے احساسِ تر و تازہ کو کیا کیا الہامات القاء کیے!!

۳۔ کہ ہم «ملت اسلامیہ» ایک روح کی مانند ہیں جو ایک ہی جسم و وجود رکھتی ہے ، جس کا شعور و احساس ایک اور جس کے دل کی دھڑکن ایک ہے !

۴۔ کیا ہم توحید پر ایمان رکھنے والی امت نہیں ؟ وہی توحید جو سراپا جذب و شوق ، روشنی ہی روشنی اور اخوت ہی اخوت ہے !

۵۔ ہمارا پروردگار اور معبود حقیقی اللہ سبحانہ وتعالی بڑی وحدہ لا شریک ہے اور رسول ﷺ بھی ایک ہی ہے جو خیر الانبیاء ہے ۔

٦۔ قرآن کریم نے ہمیں نغمۂ توحید سے مست کر دیا ہے اس لیے ہم ایک ہیں ۔ اس نے ہمیں راہ وفا کا مسافر بنا دیا ہے اس لیے ہم ایک دوسرے کے وفادار ہیں ۔

۷۔ ہمارا قبلہ بھی ایک ہے جو ہمیں ایک ہی نقطے پر جمع کرتا ہے ، ہماری عبادت گاہوں میں اذان بھی ایک سی گونجا کرتی ہے ۔

۸۔ ہمارا یہ اتحاد و یگانگی سر چشمۂ ہدایت میں ڈھلی ہے جسے اللہ کے نور ضو فشاں نے تقویت بخشی ہے ۔

۹۔ جب سے اس صفحۂ ہستی پر ہمارا وجود سامنے آیا تو کون و مکان سراپا روشنی اور پر امیدی کے نغمات سے گونج اٹھے۔

۱۰۔ ہماری نغمہ سرائی نے کائنات کو خواب غفلت سے جھنجھوڑا تو اس نے انگڑائی لی اور پھر ہم نے اس پر انوار ربانی اور آب زندگی کی بارش کر دی !

١١- ہم نے اس کائنات ہستی میں امن و چین اور نور ہدایت کا پودا کاشت کیا پھر اسے آیات سماوی سے سیرابی و تازگی بخشی !

١٢- ہم نے ایک جہان عظمت و شوکت کی بنیاد رکھی ! ذرا دیکھیے تو ! معمار کتنے کریم النفس تھے ، ان کی بنائی ہوئی عمارت کتنی حسین و جمیل ہے !

١٣- ایک مدت تک ہم اس کائنات ارضی کی تازگی و رعنائی کے مالک رہے ہیں تو ہاں اس سے پوچھیے تو سہی کہ ہم بخشش و عطاء میں کس قدر فیاض تھے -

١٤- مگر کینہ وری اور حسد جیسی بیماریوں نے ہمیں آ گھیرا جس سے ہمارا لہراتا پھڑپھڑاتا علم حق تار تار ہوگیا !

١٥- نا اہل لوگ ہمارے ارادوں کے مالک بن بیٹھے اور ہم بکھر کر بھٹکنے لگے -

١٦- پھر کیا تھا ! ایک ہی امت کئی گروہوں میں بٹ گئی اور ہماری وحدت ایک محض ادعاء بن کر رہ گئی -

١٧- اور جو کائنات ہستی ہم پر نازکرتی تھی وہی ہمارے لیے قہر و بے وفائی کا مجسمہ بن گئی -

١٨- پھر ہم سرگرداں مارے مارے پھرنے لگے ، ہمارا آفتاب عالمتاب غروب ہوگیا تھا اف ! کتنا جرم ... کیسی جفا ? !

﴿٥﴾

١- عظمت مشرق نے اپنے قدیم پھولوں کا تاج پھر سے تیار کر لیا ہے !

٢- مگر آرزوئیں دبی ہوئی ہیں جنھیں باد سموم کا بے رحم ہاتھ مسلے چلے جاتا ہے !

۳۔ اٹھیے اقبال ! اسلامی مشرق آپ کو ایک زخمی پرندے کی
طرح بے بس اور نڈھال نظر آئے گا ۔

۴۔ جسے قید و بند کے ظلم نے ڈسا ہے اور اس کے زخموں کی
چیخیں بلند ہو رہی ہیں ۔

۵۔ اسلامی مشرق کے لیڈر تو بے شمار ہیں مگر پھر بھی وہ
یتیموں کا ایک ریوڑ نظر آتا ہے ۔

۶۔ ہر سرکش سرخ آنکھیں پھاڑے مجرمانہ شر کا ارادہ لیے ہے۔

۷۔ ہمیں جہنم کی آندھیوں اور تھپیڑوں نے آ جکڑا ہے ۔

۸۔ ہم ابھی تک ذلت کی بیڑیوں اور درد ناک قید میں کراہ
رہے ہیں ۔

۹۔ مایوسی ہمارا ورد زبان ہے ، بچی کھچی ہڈیوں سے بھیک
مانگتے پھرتے ہیں ۔

۱۰۔ پھر ہم خود کو قدیم نغمات اور عظمتوں سے بہلاتے ہیں ۔

۱۱۔ اور ایسی کہانیاں دوہرائے چلے جاتے ہیں جن کے بھونڈے
تکرار سے دنیا بیزار ہو چکی ہے ۔

۱۲۔ اے اقبال! اب ہم میں نغمات فردوس گنگنانے والا کہاں سے آئے۔

۱۳۔ جو ایک عظیم الشان آبشار جیسے پر زور خواب کا جذبہ
پھونک دے ۔

۱۴۔ جو جذبہ فکر کی بیڑیاں کاٹ ڈالے اور شکستہ روحوں کو
تازگی بخشے ۔

۱۵۔ اور ان شکستہ دلوں کی آواز میں جوش و ولولہ پیدا کر دے ۔

سب سے آخر میں وہ غدر و بے وفائی میں گھرے ہوئے عالم

اسلامی کے رستے ہوئے زخموں کا ذکر کرکے ملت اسلامیہ کو شیروں جیسی قوت و شجاعت اور عقابوں جیسی جھپٹ کی صلاحیت پیدا کرکے مقدسات اسلامیہ کو چھڑانے اور عالم اسلامی کا دفاع کرنے کی دعوت دیتے ہیں :

﴿٦﴾

۱- اے برادر اسلامی ! یہ دنیا ایک کشمکش ہے جہاں محبت اور بربریت کی نفس پرستی باہم دست و گریبان رہتے ہیں -

۲- خوابوں کی کشتی کو غداری و بے وفائی کی آندھیاں اڑا لے گئی ہیں اور اب وہ گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ڈگمگاتی پھرتی ہے -

۳- ہمارا «بیت المقدس» سنلہ لوگوں کے قبضے میں ہے اور اللہ کی اذان ہمیں اس کی طرف بڑھنے کے لیے بلا رہی ہے -

۴- اور سر زمین فلسطین ضائع کرنے والے ہاتھوں کے تصرف میں ہے جس کے گرد انسانی بھیڑیے منڈلا رہے ہیں -

۵- بات یہ ہے کہ اسلام کی سر زمین کا دفاع تو بہادروں ، اہل ایمان اور خود دار روحوں کا کام ہے !

٦- شیروں کی طرح مختلف دیہات میں پھیل جاؤ اور وحشیانہ قبضے سے اسے آزاد کرا لو -

۷- حقیقت یہ ہے کہ اسلام ذکر خدا کے ساتھ ساتھ دفاع و جہاد بھی ہے اس لیے اللہ کے قوی عزم کی تصویر بن کر اٹھ کھڑے ہو !



مصر و پاکستان

ڈاکٹر ابراھم ناجی

(ڈاکٹر ابراھیم ناجی جدید عربی شاعری میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں ۔ وہ مصر کے جدید شعراء کی صف اول میں شمار ہوتے ہیں ۔ ان کے متعدد دیوان شعر چھپ چکے ہیں ۔ اس قصیدے میں وہ شاعر نیل کی حیثیت سے اقبال کے وطن سے مخاطب ہیں) ۔

۱۔ یہاں مشرق کی خاطر دو روحیں اکھٹی ہوئی ہیں ۔ اے شاعر نیل ! پاکستان کی خاطر نغمہ سرا ہو جا !

۲۔ وہ پاکستان جس نے دوستی میں تجھے اپنا شاندار ترین گیت سنایا (یعنی اظہار اخوت و صداقت کی عملی‌شکل) اس لیے تو بھی اٹھ اور گیت کے بدلے گیت کی شکل میں دوستی کا حق ادا کر !

۳۔ سارے زمانے اور ساری تاریخ میں تمھیں پیار جیسی قوت نہیں ملے گی جو مختلف ملکوں کو ایک بنا سکتی ہو !

۴۔ اٹھ ! پاکستان کی سر زمین شاداب کے لیے گیت گا اور دوستوں اور پڑوسیوں کو سلام پیش کر !

۵۔ تالی بجا ، گنگنا تاکہ تیرے طفیل مشرق کی خاطر دو ملکوں کے اتحاد کے کامیاب اسباب پیدا ہو سکیں !

۶۔ ہماری دوستی ابدی ہے اسے تم نئی چیز تصور نہ کرو ، اسے تم عارضی بھی نہ سمجھو کیونکہ یہ تو ہماری بنیادوں کا حصہ ہے ۔

۷۔ یہ تو فراموش شدہ عظمتوں کا اعادہ ہے جن پر زمانے نے ہزاروں دلائل پیش کئے ہیں ۔

۸۔ اے وہ قوم جو قدیم زمانے سے عزت و اقتدار میں قافلۂ تمدن پر سبقت لے جا چکی ہے ۔

۹۔ وہ قوم جس کے ہاں حکمت و فلسفے کے چشمے پھوٹے اور ان سے سیراب ہونے کے لیے ہر پیاسا آگے بڑھا !

۱۰۔ مذاہب اور روحانیت کے رشتے دنیا میں پاکیزہ ہوتے ہیں ان پر مادیات کے دھبے نہیں ہوتے !

۱۱۔ یہ روحانی رشتے کائنات کے گوشوں میں آزاد پھرتے ہیں کسی سرکش کی قید ، یا کسی داروغہ کی جیل انہیں پابند نہیں کر سکتی ۔

۱۲۔ حتی کہ جب برے دن آگئے اور مادہ پرستی کا دور دورہ ہوگیا یہ میل اور گندگی سے داغدار ہوگئے ۔

۱۳۔ تب بھی یہ روحانی رشتے کائنات کے جنگلات میں اجنبی بن کر نکل پڑتے ہیں اور زمانے میں اپنا نیا وجود تلاش کرنے لگتے ہیں ۔

۱۴۔ تب ان روحانی رشتوں کے لیے سید اسلام (رسول پاک ﷺ) تشریف لائے تاکہ انہیں نجات دلا کر تقدس و عقیدت کی حفاظت میں دے سکیں !

۱۵۔ یہ تھا مشرق اس وقت جب کہ مغرب ابھی اونگھ رہا تھا ، اور ایک کمزور و گمنام کی طرح خراٹے لے رہا تھا ۔

۱۶۔ یہاں تک کہ جب نیند کے بعد اس کی آنکھیں کھلیں اور وہ ملک و اقتدار اور وسائل کائنات کو غور سے دیکھنے لگا ۔

۱۷۔ تب اس میں بربریت کا جذبہ بیدار ہوگیا چنانچہ اب وہ روئے زمین پر پاگل اندھے کی طرح بھٹکتا پھرتا ہے ۔

۱۸۔ اس کے لالچ اور کینہ وری کی کوئی حد نہیں ، وہ سب سے زیادہ طاقت ور سہاروں اور ستونوں کو تہ و بالا کرنے میں لگا ہوا ہے ۔

۱۹۔ وہ اونچے اونچے پہاڑوں کو ان کی عظمت کے باوجود تھوڑی کے بل گرانے میں لگا ہوا ہے ۔

۲۰۔ یہاں تک کہ جب پوری کائنات انتقام پر اتر آئی اور اس مغربی انسان کی چیرہ دستیوں کے سبب دنیا آتش فشاں کے دہانے پر پہنچ گئی !

۲۱۔ تب لوگ اس کائنات میں امن و سلامتی کی باتیں کرنے لگے ، بڑی حیرت ہے کہ وہ ان باتوں میں جھوٹ اور بہتان کا کمال دکھانے لگے ہیں !

۲۲۔ افسوس ! آج امن کی کیا امید ہو سکتی ہے ، اب تو چکی پر چکی پیسنے والے کا ہاتھ ہے !

۲۳۔ اپنی صفوں کو متحد کرو اور سچائی کو اپنا رہنما بناؤ ، بسا اوقات ایسے ہوا ہے کہ سچائی نے گرتے ہوئے ستونوں کو بھی تھام لیا !

۲۴۔ بلا شبہ سیاست کا کھیل ہر جگہ لومڑیوں کا مکر اور بھیڑیوں کے دانت ثابت ہوا ہے !

۲۵۔ مگر ہم ــ اسلام کی ہدایت چونکہ ہماری رہنما ہے ــ سکوت و ایمان سے اللہ کی طرف نظر لگائے ہوئے ہیں ۔

۲۶۔ یہ جانتے ہوئے کہ کل معاملات کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ میں ہوگی ! اے لوگو ! حق کو کبھی کسی میدان میں ذلت نہیں اٹھانا پڑی !



پاکستان کی عید آزادی

شیخ صاوی علی شعلان

(یہ قصیدہ اگست ۱۹۵۱ء میں پاکستان کے یوم آزادی کے موقع پر کہا گیا اور جمعیة الشبان المسلمین کے اس سلسلے میں منعقد کردہ خصوصی اجتماع میں پڑھا گیا) ۔

۱۔ یہ ایک خوشخبری ہے ، امید اس کی حدی خواں ہے ! یہ ایک یاد ہے اور سبب اس کا وفا ہے !

۲۔ یہ ایک آرزو ہے جو ہر سال تازہ ہوتی رہتی ہے ، بالکل اسی طرح جس طرح صبح کے ساتھ روشنی آ جایا کرتی ہے !

۳۔ یہ اعیاد و تہوار ہیں جنھیں ہم ہمیشہ منایا کرتے ہیں ، پاکستان کی عیدیں تو بہت روشن و مبارک ہیں ۔

۴۔ یہ عیدیں دین و ایمان کی اساس پر قائم ہیں اور ان کی عمارت دائمی ہے !

۵۔ کیونکہ آفتاب پاکستان کا طلوع تو ہے غروب نہیں ہے اور اس کی صبح بیداری کی شام تو آنی ہی نہیں (إن شاء اللہ) ۔

۶۔ دیار پاک کی سر زمین اور قوم دونوں کو مبارک ہو اور حسب تمنا ترقی و خوشحالی کی طرف گامزن رہیں ! (آمین) !

۷۔ ایک حریم محفوظ ہے جس کا مرکز کراچی ہے اور کشمیر بھی اسی سے وابستہ ہے ، اب اس سے جوکوئی چاہے جلے یا غصے ہو، پرواہ نہیں !!

۸۔ اس سر زمین پاک میں فصیح زبان عربی اور قرآنی صحیفے ہیں جو خون سے رقم کیے جا چکے ہیں ۔

۹۔ پاک سر زمین کا تعارف چاہتے ہو ؟ تو سنو ! یہ توحید ربانی ، اور وحدت و اخوت اسلامی کا گہوارہ ہے !

۱۰۔ اگر اس سر زمین کا کوئی سر عنوان چاہو تو وہ اسلام ہے اور اگر اسے کسی سے منسوب کرنا مقصود ہو تو اسے تو یثرب و حراء سے نسبت ہے !!

۱۱۔ اس سرزمین کے مردان احرار کی کیا بات ہے ؟ وہ بلندیوں اور عظمتوں کے لیے بڑھیں تو شیر ہیں ۔ ان کی خود داری ظلم کو ٹھکرا چکی ہے !

۱۲۔ ان مردان احرار کو قوت ایمانی کی پکار بلندیوں کی طرف ہی بلاتی ہے !

۱۳۔ ان کی روزی و زاد راہ صرف اخلاص ہے ! اور یہ روزی کتنی خوشگوار ہے ، دنیا میں تو اس قسم کی غذا ناپیدا ہے !!

۱۴۔ وہ عزت کی زندگی گزارنے کے عزم کیسے ہوتے ہیں وہ ہر آزمائش کو معمولی سمجھتے اور گنگناتے ہوئے گلے سے لگا لیتے ہیں !

۱۵۔ ان کے عزائم عظمتوں کے سامنے ماند ہونے والے نہیں خواہ ہر گھر آزمائش کا میدان کربلا کیوں نہ بن جائے !!

۱۶۔ ان کے شہیدوں کے لیے انمول تمغے ہیں جو یاقوتی ہیں اور انھیں فدائیت و جذبۂ قربانی نے ڈھالا ہے !

۱۷۔ ان کے شہداء کے زخم تاریخ انسانی کا روشن اباس ہیں ، یہ وہ زخم ہیں جو سورج نے اپنے مشرق کے لیے چاہے تھے !!

۱۸۔ اگر ان کی عظمتوں کے کارناموں کے لیے زمین تنگ ہو جائے تو ان کی عظمتوں کا میدان آسمان تو ہے !!

۱۹۔ ہاں ! جب با عمل دعاء اللہ کے حضور پہنچی تو قبولیت و نصرت یقینی ہوگئی !!

۲۰۔ یہ پاکستانی ایک قوم ہے جو اپنے جہاد میں سچی ثابت ہوگی چنانچہ کامیابی کی صورت میں اس کی جزاء بھی سچی ثابت ہوگی !

۲۱۔ اس وطن پاک کے قیام نے ایک عہد کو جنم دیا ہے جسے عہد نبوت کی روشنی میسر ہے -

۲۲۔ قائد اعظم کے اسم گرامی محمد علی میں دو قسم کے فضائل جمع ہوگئیے ہیں ! یہاں تو محمد ﷺ کی حمد و ستائش اور علیؓ کی عظمت و بلندی اکھٹی ہوگئی ہے !!

۲۳۔ یہ جناح ہے یا صلاح الدین ہے ؟ ! حق کی قسم یہ دونوں نام ایک ہی قسم کی روشنیاں لیے ہوئے ہیں !

۲۴۔ اس محمد علی جناح کی ثابت قدمی نے ہر موقع اور ہر موڑ پر سعدؓ بن ابی وقاص ، عبدالرحمنؓ بن عوف اور خالد بن الولید کی سی ثابت قدمی دکھائی !

۲۵۔ کوہ ہمالیہ ہو یا دیوار چین ہو سب حق کے مقابلے میں
وہم و غبار کے سوا کچھ بھی نہیں ۔

۲۶۔ بلند چوٹیوں کو شاہینوں کے عزم و جذبہ والے پروں کے سوا
اور کون سی چیز چھو سکتی ہے !

۲۷۔ سر زمین مشرق کو پاکستان پر اسی طرح ناز ہے جس
طرح اہل قباء کو اپنی مسجد پر ناز تھا !

۲۸۔ ہم أبطال پاکستان کو اخوت بھرا سلام محبت پیش
کرتے ہیں ۔

۲۹۔ اس سر زمین پاک کے باشندے ہمیشہ متحد رہیں اور کیوں
نہ ہو وہ تو ایک دوسرے کے لیے سہارا اور دوستی ہیں !



اقبال کے حضور میں

ڈاکٹر حسین مجیب المصری

(ڈاکٹر حسین مجیب المصری السنۂ شرقیه کے ماهر ہیں، فارسی اور ترکی پر کامل عبور ہے ۔ اقبال پر کافی کام کیا ہے ، ارمغان حجاز ، جاوید نامه اور گلشن راز جدید کا شعری ترجمه مکمل کر چکے ہیں ۔ یه دو قصیدے انهوں نے اقبال کی نظر کیسے ہیں اور میرے سفر قاهره کے موقع پر انهوں نے اس مجموعے کے لیے عطا کیسے ہیں) ۔

۱۔ گزشته زمانـوں میں تـیرا همسر کوئی نـه تھا اور آنے والـے زمانون میں تجھے غیر فانی زندگی اور دوام عطا ہوگیا ہے ۔

۲۔ تو آفتاب مشرق ہے جو بلند ہـو رها ہے ، تو تاریـکیوں کو نور علی نور میں بدل رها ہے ۔

۳۔ تیری گفتار قطرۂ شبنم کی طرح هلکی پھلکی ہے ، جسے صبح روشن پھولوں کے کٹوروں میں چسکیاں لےلےکر پیتی ہے ۔

۴۔ واہ ! کیسے مـوتی ہیں جـو سمندر سے نـکلے بھی نہـیں مگر ان کی سرگوشیاں ستاروں کے ساتھ جاری ہیں !

۵۔ تو نے شعر و شاعری کو ایک بحر رواں بنا دیا ہے جس میں آفتابـوں اور چاندوں کی آب و تاب نظر آرہی ہے ۔

۶۔ تیرے نزدیک دین کوئی لغویـات یا ریا کاری نہیں ہے ، جیسا که بعض ظاہر بیں لوگ خیال کیا کرتے ہیں ۔

۷۔ تیرا تو یہ قول ہے کہ جو دین روح سے عاری ہو وہ تو کفار کے دین کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا ۔

۸۔ جو نگاہوں کو نظر آیا اسے تو تو نے طے کر لیا بلکہ وہ بھی جو ضمیر کی تہہ میں عقل کو دکھائی دیتا ہے !

۹۔ تو آدمیت کا بے انداز احترام کرتا ہے اور اس کو اللہ قدیر و کار ساز کی بھلائی تصور کرتا ہے ۔

۱۰۔ تو نے زندگی کے تمام معانی کو کس طرح واضح کر دیا ہے ، قبر کے اندر موت سے تو تو آشنا ہی نہیں !

۱۱۔ تیرے نزدیک حیات انسانی بھی ایک فن ہے ، مگر اس بات کو سست عقل والا کند ذہن کیا سمجھے !

۱۲۔ تو وہ ہے جس نے اسلام کی حقیقت کو ثابت کر دیا ہے یہ بات پہلے زمانے کے بہت سے لوگوں سے اوجھل رہی !

۱۳۔ تیرا یہ کارنامہ روز حشر تک باقی رہے گا اور پھولوں کے لیے خوشبو کا کام دیتے ہوئے مہکتا رہے گا ۔

۱۴۔ تو نے مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو دیا یہی تو دین پاک کی دعوت کا مقصد ہے ۔

۱۵۔ چنانچہ مسلمان اختلاف و افتراق سے بچنے لگے اور انہوں نے اللہ کی نصرت و استعانت کا سہارا مانگا !

۱۶۔ اتفاق تو ان کے لیے اللہ کی نعمت ہے ، اللہ رحمن تو بہت کچھ بخشنے والا ہے ۔

۱۷۔ یہ باتیں تو نے نازک اشعار کے ضمن میں بیان کی ہیں ، اے اقبال تیرا بڑا احسان ہے ۔



بیاد اقبال

ڈاکٹر حسین مجیب المصری

۱۔ اقبال ! تیری یہ زندگی ایک یادگار ہے جو دنیا میں طویل زمانوں تک باقی و دائم رہے گی ۔

۲۔ زمانہ اس یاد کو ہر سال تر و تازہ کرتا رہے گا جس طرح بہار ہر سال باغ کے پھولوں کو تازگی دے جاتی ہے ۔

۳۔ تیری یہ یاد اگرچہ دل کی گہرائیوں میں چھپی ہوئی ہے مگر صبح بن کر رات کے بعد ظاہر بھی ہوتی ہے ۔

۴۔ اگر ہم تیری اس یاد کو زبان پر نہیں لاتے تو درختوں میں پرندے تو اسے گنگنا کر تازہ کر دیتے ہیں ۔

۵۔ تیری فکر کے پروں کے طفیل ہم پرواز کرتے ہوئے آفتاب و مہتاب سے بھی بلند ہو جاتے ہیں ۔

۶۔ ہمیں حسن و جمال کے مناظر گھومتے نظر آتے ہیں جو جادو کے اثرات کو بھی مات کر دیتے ہیں ۔

۷۔ تو کتنا فصیح و بلیغ ہے ! اسی لیے تو تو نے شعر گوئی اختیار کی !

۸۔ تو حدیث ھجر و وصال سے تنگ آ گیا اور محبوب کے لبوں کو تر نہ کیا ۔

۹۔ تو نے سفر پسند کیا لیکن اس حد تک کہ جس میں انسانیت کی بھلائی ثابت ہو ۔

۱۰۔ تو نے اپنے دل کو ایک بحر زخار بنا دیا ہے جس کی گہرائیوں سے تو موتی نکالتا ہے ۔

۱۱۔ یہ شعر کے موتی مسکراہٹ کے لیے چمک تھے جو مایوسی کی ترش روئی کے لیے خوشخبری کا باعث ہیں ۔

۱۲۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ دل ایک قیمتی خزانہ ہے جو تیرے بدن کی گہرائیوں میں موجود ہے ۔

۱۳۔ اس دل کو تیرے سینے نے چھپا رکھا ہے تو کیا وہ شخص کبھی افلاس کا شکوی کر سکتا ہے جس کے پاس خزانہ ہو؟!

۱۴۔ اقبال ! یہ تو نے ہی تو کہا ہے کہ خودی ہمارا دین ہے ، انسان کے لیے یہی فخر کافی ہے ۔

۱۵۔ خودی کے طفیل آفاق وسیع اور عیاں ہو جاتے ہیں مگر اس کے لیے جو بصیرت کے ساتھ اسرار و رموز کا متلاشی ہو ۔

۱۶۔ خودی ہماری مخفی قوت کو اجاگر کرتی ہے اور اس کے فضل سے ہماری قدر و منزلت بڑھتی ہے ۔

۱۷۔ یہ خودی ہمیں حکمت عطا کرتی ہے جس کے سبب ہم تلخ و شیرین میں تمیز کر سکتے ہیں ۔

۱۸۔ خودی ایک ہاتھ ہے جو آگے آ کر ہمیں پابندیوں سے آزاد کرتی ہے ۔ ورنہ ہم تمام عمر ان بندھنوں میں اسیر رہتے !

۱۹۔ تمام اہل اسلام کی عظمت و شوکت تیرا عزم تھا ، اللہ کے
دین کو تیرے طفیل فتح حاصل ہوئی ۔

۲۰۔ تو نے ضعیفوں کے لیے مدد طلب کی اور ظلم تیرے نزدیک
کفر تھا ۔

۲۱۔ تو نے انسانوں کو خوشی و مسرت سے مالا مال کر دیا ہے ،
ہماری عقلوں کو تو نے ٹھنڈک پہنچائی ہے ۔

۲۲۔ مگر اقبال ! تجھے بھلایا نہیں جا سکتا ، اس لیے یاد والے
دن تجھے کس طرح فراموش کیا جا سکتا ہے ۔



ضیاء مشرق کی یاد میں

ڈاکٹر عبدالرزاق محیی‌الدین (عراق)

(ڈاکٹر عبدالرزاق محیی‌الدین بڑی نفیس و متواضع شخصیت کے مالک ہیں ، نجف اشرف میں ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے ، مصر کی عظیم درسگاہ دارالعلوم قاہرہ کے فارغ التحصیل ہیں ۔ ۱۹۵۴ء میں قاہرہ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کے بعد بغداد یونیورسٹی کے ٹریننگ کالج کے پرنسپل مقرر ہوئے ۔ عراق کے وزیر بھی رہ چکے ہیں ۔ آج کل المجمع العلمی العراقی کے صدر ہیں ۔ متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں اپنے ملک کی نمائندگی کر چکے ہیں ۔ عالمی اقبال کانگرنس میں شرکت کے لیے تشریف لائے تو مجھے ان کی مصاحبت کا شرف حاصل ہوا ۔ میں نے جب اپنی اس کتاب کا ذکر کیا تو فرمانے لگے میرا یہ قصیدہ بھی اس میں ضرور شامل کرو ، ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے قصیدہ مع ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے :

۱۔ اے اقبال ! ہم تیری یاد کو زندہ رکھے ہوئے ہیں کیونکہ یہ ہمیں زندہ رکھنے کا باعث ہے ۔ تیری یاد تو گویا ایک آیت قرآنی کی مانند ہے جس کی تلاوت کر کے ہم ہدایت پاتے ہیں !

۲۔ مجھے تیری روح نے پکارا تو اس پر ایک ایسی روح نے لبیک

کہا جس کی خودداری گھٹیا ذات کی بات کرنا گوارا نہیں کر سکتی !

۳۔ ان گھٹیا ذاتوں نے یہی کافی نہ سمجھا کہ ہم زیربن زمین پر دے مارے گئے ، بلکہ ان کمینہ صفت انسانوں کے سبب اپنی زمین سے بھی پستہ تر بنا دیے گئے !

۴۔ خاک سے پیوند رکھنے والے یہ انسان تو باوا آدم کو گمراہ کرنے والے ابلیس سے بھی بڑھکر اولاد آدم کے لیے باعث ذلت ہیں !

۵۔ ہم ان خاک سے پیوند رکھنے والے انسانوں کو آسمانوں کی بلندیوں پر پہنچانا چاہتے ہیں مگر وہ گر کر ہمارے ہی ہاتھ کاٹنے لگتے ہیں !

۶۔ اے اقبال ! میرے ذاتی فخر و مباہات کو جانے دیجیے کیونکہ اس مٹی میں کوئی ایسا ساز و سامان نہیں ھے جو آپ کو پسند آ سکے !

۷۔ مگر مجھے اجازت دے کہ تیری اس سرزمین کے فرزندوں کو ہار اور تمغے بطور ھدیہ پیش کروں !

۸۔ اقبال ! اے لسان عربی مبین کے افکار کے امین ! اگرچہ تو نے عربی میں کلام پیش نہیں کیا اور نہ مسجع و مقفی عربی میں اپنا مافی‌الضمیر ادا کیا ھے !

۹۔ اللہ کا پیغام کسی زبان ہی میں ہو۔ نظم ہو یا نثر ، بڑا واضح ہوتا ہے !

۱۰۔ یہ اللہ کا پیغام مشرق کی زبانوں میں گونج اٹھا تو اس سے بیشمار افکار کی تخلیق ہوئی !

۱۱۔ ان افکار میں سے بہت سے افکار ابھی تک تنگ و تاریک گوشوں میں تھے ۔ حالانکہ افکار کو تنگ جگہ مقید رکھنا حفاظت کے مترادف نہیں ہے !

۱۲۔ یہ افکار تاریکی میں ڈوبے ہوئے خوابوں کی دنیا میں بھٹک رہے تھے ۔ وہ کائنات میں بے زبان اور بیان کرنے والوں کے انتظار میں تھے !

۱۳۔ اندھی تاریکی پر تاریکی چھائی ہوئی تھی ، جب تو ان افکار میں سے کچھ طلب کرتا تو یہ تجھ پر فدا ہونے کے لیے تیار رہتے تھے !

۱۴۔ یہ افکار تجھ پر تخلیق شدہ اور واضح طور پر نازل ہوتے تھے جو بے حد و حساب اور سرعت کے ساتھ دوڑے چلے آتے تھے !

۱۵۔ اے اقبال ! تو نے جس موضوع کا رخ کرتا تو ماضی و مستقبل کے محفوظ و مخزون افکار تجھ پر یوں نازل ہوتے تھے جیسے تو کوئی عراف یا کاھن ہے !

۱۶۔ تیرے یہ افکار مارگزیدہ انسان کے لیے ایک تعویذ کا کام دیتے ہیں اور جادو زدہ انسانوں کو شفا بخشتے ہیں ۔

۱۷۔ تیرے افکار صبح روشن میں فرشتوں کی سی پاکیزہ محبت کو عام کرتے ہیں اور اندھیری رات میں ظالم شیطانوں کو رعب سے بھر دیتے ہیں ۔

۱۸۔ صورت حال یہ ہے کہ یہاں اقتدار ایسے ظالموں کے ہاتھ میں

ہے جو نہ تو اللہ سے آشنا ہیں اور نہ انسانوں کے ساتھ سلوک کے لیے ان کے پاس کوئی قانون ہے ۔

۱۹۔ جنگل کا قانون ہے جسے ان زبردستوں کی خواہشات املاء کراتی ہیں ، یہ ناخنوں سے کھرچتے اور دانتوں سے کاٹتے پھرتے ہیں ۔

۲۰۔ اے اقبال ! تیرے ہاں جس قسم کے افکار کے لیے میں حاضر ہوا وہ مجھے متنوع شکل میں دستیاب ہو گئے ۔

۲۱۔ میں نے تیری دینی باتیں سنیں تو یہ دنیا سے ہم آہنگ نظر آئیں اور تیری دنیاوی باتوں کا مطالعہ کیا تو ان میں بھی مجھے دین نظر آیا ۔

۲۲۔ تیری شاعری مجھے محبت و تقدیس نظر آئی جو محبت کرنے والوں کی سرگوشی اور نماز گزاروں کے ورد و وظائف کا رنگ لیے ہوئے ہے ۔

۲۳۔ تیرے نزدیک حسن ذات انسانی کا خاصہ ہے نہ کہ نظر آنے والی شے کا ، اگر انسان میں حسن کی صلاحیت ہو تو اسے ہر چیز میں حسن نظر آسکتا ہے ۔

۲۴۔ تیرے ہاں عشق خودی کا نام ہے جس سے انسان بلند ہوتا ہے ، اعلی اخلاقی زندگی پر قائم رہتا ہے اور بے نیازی و قناعت پاتا ہے ۔

۲۵۔ تیرے نزدیک موت تو ایک انتقال کی کیفیت ہے ، موت میں برائی صرف اس سے زندہ انسانوں کا خوف زدہ ہونا ہے ۔

۲۶۔ تیرے نزدیک اس زندگی میں کوئی تازگی نہیں جس میں مشقت نہ ہو ، ایسی زندگی تو بیکار ہے جس میں صرف کھا کر موٹا ہونا ہو یا بھوکا رہ کر دبلا ہونا ہو !

۲۷۔ تیرے نزدیک تلخیٔ غم میں بھی امید کے سوا کچھ نہیں جس کے بعد نئی تڑپ اور نیا جوش پیدا ہوتا ہے ۔

۲۸۔ تیرے نزدیک حکومت محض مالیہ یا ٹیکس وصول کر کے بانٹنے ، اپنی اولاد کو نوازنے یا رشتہ داروں کو عہدے نوازنے کا نام نہیں !

۲۹۔ اے اقبال ! تیرا قرض کسی طرح ادا نہیں کیا جا سکتا ھے اگر عرب قوم وفا کرتے ہوئے احسان کا حق ادا کرنا چاہے ۔

۳۰۔ تو نے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے میری قوم اور میرے وطن کا دفاع کیا ، یہ اس وقت کی بات ہے جب میری قوم ذلت و تباہی سے دو چار تھی ! !

۳۱۔ تو نے جزیرۂ عرب میں از راہ محبت فکری جولانگاہ دکھلائی ، جبکہ تیرے علاوہ دوسرے کاروبار کے لیے گھومتے پھرے ۔

۳۲۔ تو نے نغمۂ حجاز گایا تو وہ سرزمین پکار اٹھی : یہ نغمہ سرا کون ھے ؟ ہماری محفلوں میں یہ خوش گفتار فرزانہ کون ہے؟

۳۳۔ ہمیں تو یہ معلوم ہے کہ کاٹ دکھانے میں ہندی شمشیریں تو خوش کیا کرتی ہیں مگر یہ شمشیر ہندی کیسی ہے جو ہمیں غمگین بنا رہی ہے ۔

۳۴۔ اے اقبال! تو نے ہمیں اپنی وہ خصوصیات یاد دلا دی ہیں جو ہم بھول چکے تھے ، اور تو نے ہمیں اپنے اجداد کی ضائع شدہ عظمت کا احساس بھی دلا دیا ہے۔

۳۵۔ ہم تو اپنی آرزوؤں کو دفن کر چکے تھے مگر کیا ان کو دوبارہ زندگی نصیب ہوگئی ہے یا ہم اپنے ماضی کی طرف لوٹ آئے ہیں ؟!

۳۶۔ اے ضیاپاشیوں کے مشرق! تیرے آسمان کے ستارے رات کے مسافروں کو راہ دکھاتے چلے جاتے ہیں۔

۳۷۔ واہ سبحان اللہ! اے مشرق تو نے کتنے چاند ظاہر کیے اور کتنے ستارے ابھی تک تجھ میں پوشیدہ ہیں۔

۳۸۔ وحی ربانی تیرے افق بیدار پر چراغ ہدایت کا کام دے رہی ہے۔ اور تیل کا کام تو یہ ہے کہ وہ گہرائیوں میں دفن شدہ چیزوں کو بھی روشن کردے!

۳۹۔ اگر ہم اس تیل کے پورے مالک بن جائیں تو ہم دوبارہ روشنیاں پھیلا سکتے ہیں اور ساری دنیا میں چمکتے ہوئے ستارے طلوع ہو سکتے ہیں۔



احتفال الشعر بيوم اقبال

للشاعر الكبير الأستاذ محمود حسن إسماعيل

دميت قياثره وكل ربابه ... وانشق عن فلك الحقيقة بابه
ماذا يريد؟ لقد أضر به السرى ... وشكا عذاب الحائرين ترابه
وصل الضفاف فما يريد سفينة ... والبحر ملكها الزمام عبابه
وسرى فأسلمه الطريق نهاية ... من قبل أن يطأ الطريق ركابه
ورمى السماء بنظرة فاذا بها ... أنشودة سكرت بها أهدابه
طرق الغيوب فلم يعد يسكن بها ... إلا وهمهم للغريب حجابه
ماذا يريد وكل ما يهفو له ... تأتيه قبل حنينه أسبابه
عطشان والقدح الذى بيمينه ... يسقى ظماء العالمين شرابه
حيران والقبس الذى بجبينه ... يهدى ضلالات السنين شهابه
جفلان والسيف الذى لم يدره ... بيديه يخترم الزمان ذبابه
يشكو الرحيق ولا يرى ما ساقه ... للناس مما هدلت أعنابه
هذى سنابله، وذاك حصاده ... هذى خمائله، وذاك شرابه
لولا ختام الأنبياء لقلتها: ... هذا نبي والحياة كتابه
أبصرته والشرق ملء فضائه ... رق على الأيام خط ضبابه

والغرب يمرح كالقطيع بأفقه ... وتضج منه سهوله و شعابه
فى كل شعب من بنيه وأمة ... تعوى على لهب القيود ذئابه
أبصرته نغما يصيح كأنه ... فجر تؤذن للعباد قبابه
يدعو وباكستان فوق شفاهه ... ترنيمة صلى بها محرابه
مازال يتلوها ويعرف باسمها ... ووجودها للعين طال غيابه
أتراه شاهدها وعانق نورها ... حلما تطوف بقلبه أكوابه
غنى لها من قبل أن تطأ الثرى ... والقيد تجأر حولها أوصابه
ومشى يدق الصنج حول مهادها ... نغما على الإسلام طار صوابه
نشوان يرقب طيفها وخيالها ... شأن المتيم آذنت أحبابه
حتى أهال الهند خطف شعاعها ... كمهند فى الروع جن قرابه
وغدت لجنب الشرق درعا بأسها ... يغنى حديد الغاصبين إهابه
ياشرق! قل للقيد: صبرك أنها ... سنة وجاء الفجر يخفق غابه
وتضج تلعنه وينبض سهلة ... ويعج باللهب الجديد شبابه
وتشق أشرعة النجوم سفينة ... ويدك أهوال السنين عبابه
وكفاح جبارين مذ عبروا الثرى ... والهول أن تشهق حولهم أسرابه
والرق بين ديارهم وشعوبهم ... مازال يحجل للرحيل غرابه
إن لم يشبوها عليه جهنما ... فالموت أهون ما يسوق عذابه!



الباكستان

للشاعر الكبير الأستاذ الشيخ الصاوى على شعلان

تحية كصفاء الود ناضرة ... يعطرُ الخلد من ألحانها النغم،
إلى الأولى صدقوا عهدا فما وهنوا ... وآمنوا بالعلا قصدا فما وهموا
إلى الأولى صنعوا للمجد أنفسهم ... بأنفس صنعت أقدارها الهمم
و أقسموا أن يسيروا فى مشيتهم ... بحيث ينصرهم من باسمه القسم
هذى باكستان والرحمن ناصرها ... وفاز من بهدى الرحمن يعتصم
يا نهضة خفقت أعلامها صعدا ... كأن كل كمىء حولها علم
يا دولة لو تنال الشمس موضعها ... لم يبق فى ذا الورى ليل و لاظلم
و أمة من نجوم أو ملائكة ... كأن أفرادها فى عزمهم أمم



هل فيك غير أسود للعلا وثبوا ... كأن أرضهم الآطام والأجم
البحر عند (كراتشى) من كتائبكم ... مجند فى صفوف ليس تنهزم
وما جواهره إلا معارفكم ... عفوا لقد فاق سمط الجوهر الحكم
كم حافظ ذهبى بين أربعكم ... فى وجهه ابن دقيق العيد مرتسم
ترى السيوطى فى برديه مؤتلقا ... وللنواوى فى قرطاسه قلم
لو البخارى والنعمان قد بعثا ... و قيل أين؟ لقال الناس: عندكم!

أرسلتم الضاد ضوءا من إذاعتكم ود وثيق وعهد ليس ينفصم
كأن عمراً ومعناً فى عشائركم حيث السماحة والإقدام والكرم



كنز العروبة فيكم جلّ موضعه كأن لاهور من آثارها إضم !
طرتم بكل (جناح) للعلا وكذا وكر الشواهين فى عليائها القمم
إذا ازدهى الصيد فى اشراق نهضتكم تضوأ البيت والبطحاء والحرم
أو أرسلت (هملايا) فيض أنهرها تهلل النيل والفسطاط والهرم



من لى باقبال والآيات يرسلها وللشقائق فى أنسامها شيم
قد شاد فى شعره أبيات أمته والشعب صنو القوافى حين ينتظم
كأنه حين يملى شعره كتبا يزجى الكتائب جيشا والسطور دم
وربما أفصحت يوم الجهاد يد بما يقصر عنه فى البيان فم
العيد فى سنة الأحرار يسبقه صوم وعزم إلى الآمال مقتحم
والصوم يزكى العلا فى نار جنته كالصيف فى لفحة الأكوان تضطرم



ولست أخفى سرورى إن عيدكم وجه الربيع به للصيف يبتسم
بوركت أمة باكستان ناهضة موصولة لك فى أعياءك النعم
تحية من حمى الفاروق عاطرة يبقى الوفاء بها والعهد والذمم



اقبال قيثارة السماء

للأستاذ الشاعر عبدالله شمس الدين

نور السماء يشع من لألائه هاتوا البيان الحق من إيحائه
قلب تفجر حكمة وهداية و بصيرة ضاءت سنى بسمائه
وهوى تسامى عفة وطهارة فسرى يذيع السلم فى إسرائه
وعقيدة سطعت وروحانية الله صانهما بنور صفائه
وبشائر طافت تبشر أهلها (إقبال) لاح فهللوا بلقائه



يا شاعر التوحيد ربك ملهم فأذع سرائره على خلصائه
حدث عن الإيمان واسكب خمره من كرمك الروحى ومن أندائه
أسكر بها أهل التقى واعزف بها لحن السماء وهم على أصدائه
وأسبح مع العشاق فى ملكوتهم واعذرخليا عاش فى غلوائه
من لم يذق خمر الهدى وسموها لم يدر ما الإيمان فى أضوائه



(إقبال !) والدنيا تجهم وجهها وأولوا التراب دجوا على ظلمائه
عبدوا هواهم واستباحو غيه يا بئس ما عبدوه فى إغوائه
الحق فى أضلاعهم كاف السنا والزور ملتهب بنار وبائه

سفك القوىّ دم الضعيف و هتكت ... شكلى تروم البر من أعدائه
والأرض مادت بالحروب و بالردى ... والكون يلهث صارخا بدمائه
فاصدع بشعرك يابن إقبال هدى ... أيقظ بنى الدنيا على أصدائه
ترجم هدى القرآن لحنا منزلا ... وأذعه بوحى الرشد فى إيحائه
فالكون لم يعمر بغير شريعة ... غراء ترفعه إلى عليائه
وبغير خوف الله لم يرق امرؤ ... عن لهوه الداجى وعن إغرائه
فكتاب أحمد قوة وعدالة ... وبيانه نور الغوى التائه
البر فى الإسلام حق واجب ... و إلى انبثاق السلم كل ندائه
والمسلمون على سناه إخوة ... الله جمعهم بظل ولائه
لا لون يفرقهم ولا نطق ولا ... بعد الديار فهم عباد سنائه
توحيدهم لله أس شعارهم ... وحياتهم وقف على إرضائه
سبحانه يهب البيان ويصطفى ... ويعز من يختار من شعرائه
فهم الهداة إليه فى حلك الدنا ... وهم الشداة لديه فى آلائه
عرفوا الحقيقة فانطووا فى سرها ... إلا بيانا صيغ من تلقائه
وحيوا مع الأجسام إلا أنهم ... روح تلثم خفية بردائه
ومشوا مع الدنيا فلما أسفرت ... زهدوا وزهد المرء سر صفائه
و إذا تسامى المرء عن أطماعه ... سكن الرضا وانساب فى أنحائه
والدهر إن صافى فمشعله التقى ... وإذا خبا فسناه فى أدبائه
واليوم يا إقبال فى ذكراك : قم ... بارك صداك هنا وسر بقائه
ولتهتف الأيام ما طاف الهدى ... يروى عطاش الفكر من إروائه



إلى شاعر مسلمى الهند الدكتور محمد إقبال

للأستاذ الشاعر عبدالرحمن عزمى
عضو جمعية الشبان المسلمين

أهلا فقد بركت للشرق آمال ... ومرحبا زارنا مولاى إقبال

يتلوه شوكت مولانا ورفقته ... كالصبح ضاء فضاءت معه آصال

يا شاعر الهند والإسلام قد ظفرالـ ... إسلام منك بآيات لها بال

أنت الذى ضربت فى فضل مقوله ... وبيض أفعاله للناس أمثال

إنى أحييك عن مصر وشاعرها ... المرسل القول تستوحيه أجيال

لو كان حيا لأدى بعض واجبه ... وأسعد النطق إن لم تعد الحال

عشرون جيلا تولت وهى باقية ... لها على الدهر سلطان وإدلال

ولايزال لسان العصر ينشدنا ... فتستجيب لداعى النفس آمال

«لولا المشقة ساد الناس كلهم ... الجود يفقر والإقدام قتال»



إلى شاعر الهند الكبير من شاعر الأهرام

نظمه: محمد عبدالغنى حسن

دار العلوم لجامعة القاهرة

إلى الدكتور إقبال تحياتى وإجلالى
إلى من بات فى فكرى إلى من صار فى بالى
إلى شعلة فى الهند أرف اليوم مشعالى
إلى من قلبه ليس عن الإسلام بسالى
ومن آماله فى رو عة الإسلام آمالى



إلى من أرخص النفس لهذا المطلب الغالى
إلى من أشعل الجذوة منّى أىّ إشعال
إلى من كنت ألقاه على بعد وإقلال
ومن كنت أناجيه نجاء البال للبال



يحيّى شاعر الأهرام فيك الشاعر العالى
فعش للهند تلهمها ودُم للوطن الغالى

فلسفة الحياة للشاعر الفيلسوف محمد إقبال

للأستاذ الكبير الشيخ الصاوى على شعلان

إن كانت الحياة خمرا صافيا ... يغمرنا من رأسنا إلى القدم
ففى الدموع للحياة جدول ... تصفو بـه النفس وتنبت الهمم
إن حباب خمرة الآمال لا ... يرقص إلا فوق أمواج الألم
والله فى حكمته علمنا ... إن انشراح الصدر قبلة ألم
عواصف الخريف فى ليل السهاد ... علمت البلبل ترجيع النغم
دم الأمانى فيه للشعر مداد ... وفى خطوب الدهر أشعار الحكم

❊ ❊ ❊

نشيد هذا الكون يبدو ... ناقصا حتى يتم الدمع ألحان النشيد
ما أيقظ الشباب من سكرى الهوى إلا ... الأسى ينبه العقل الرشيد

❊ ❊ ❊

يا رب! شاك صاغ فى آلامه ... جواهر الألحان من بحر الأنين
قد كان مثل العود فى أحلامه ... فأيقظنه ضربات العازفين

❊ ❊ ❊

آلامنا إلى العلا أجنحة ... نعلو بها فوق مطارات النور
الروح سر والحياة ظلمة ... وشعلة الآلام للأرواح نور
فى خفقان القلب لحن صامت ... لم تحكه على غصونها الطيور

❊ ❊ ❊

إن الذى لم يدر أنات المساء ولم تسامر عينه نجم السماء

ولم يحطم جام قلبه الأسى ولم ينر ظلام ليله البكاء

والسادر اللاعب طول عمره لم يستمع إلا إلى عذب الغناء

والعاشق المحروم فى غرامه من لوعة الذكرى وحسرة الجفاء

ومجتنى الزهر الذى لم تختضب يداه فى الشوك بحمرة الدماء

جميع هؤلاء مهما سعدوا من نعم الحياة وبأمن ورخاء

فان أسرار الحياة تختفى عنهم وهم عنها دواماً فى اختفاء



قبال

للأستاذ الشاعر عزيز أباظه باشا

في جلال الهداة من أنبيائه ... وسنى الخالدين من شعرائه
حمل الشرق مشعل الفكر في الدهر ... وشع الجمال في أرجائه
وحمى الكون أن يضل بما سلسـ ... ـل في خافقيه من أضوائه
فلسفات علوية نفض الحـ ... ـق عليها القدسي من لألائه
مشرقات ترف في شبه العقل ... رفيف الضحى وفي أهوائه
وفنون من الروية مازلن ... منار الزمان في إسرائه
وعلوم تحرر الفكر في استقراء ... مجهولها وفي استقصائه
وشريف من البيان كأن الله ملقـ ... ـيه من سموك سمائه
هكذا الشرق كان فاشهده ... قد جر عليه الزمان ذيل عفائه
مشفيا أو يكاد منحنى الأجـ ... ـلاد تحت الوبيء من أدوائه
الهوى والخلاف والحسد اليقـ ... ـظان بين العفاة من زعمائه
واختصام الدنا وجر العداوا ... ت وخذل الأدنين من نصرائه
والتوقي (بلا) و (لا) أعجز الآ ... راء في دفع كارث واتقائه
ومن الحمق قول (لا) دون عـ ... ـلم المرء ماذا يمضي له بعدلائه

قل لدولاته أفقن فقد ذل وأو دى من لج فى أغفائه

قل لد ولاته اجتمعن وذرن الخلـ ـف أو تسحقن فى أرجائه

أقوياء الزمان إلب فما أحمق هذا الخلاف فى ضعفائه

وإذا الليث وهوليث تداعى كثر الطاعمون من أشلائه

✻ ✻ ✻

أيه إقبال أنت من لمح الله على خلقه ومن آلائه

يبعث المصلحين بعد انقضاءالعهد من رسله ومن خلفائه

يمهدون الحياة للناس بالفن ويجلون نورها عن غشائه

ويؤدون مايؤدى لسارى الليـ ـل نجم يهديه فى عشوائه

ما اعتنقت الإسلام كالتابع النا قل دين الآباء عن آبائه

بل تدارسته كأقضية العلم تسو ق الفروض فى استجلائه

وإذا قر الاقتناع على المحيـ ـص قر الضمير فى أطوائه

فيلسوف الإسلام والكون يغشاه شكوك من شكه وامترائه

كنت كالملهمين تنطق بالحق وتغرى به شبا أعدائه

يوم قلت الإسلام قام على الوحدة فى ربه وفى أبنائه

ورفاق الإيمان والرأى للمؤ من أدنى إليه من أقربائه

أنت مجلى لكل حسن يراه الله واسم يرن من أسمائه

أنت حى إقبال فى رونق الحـ ـق وفى روعة الهدى وروائه

أنت حى إقبال فى جنة القلب و فى لحن نبضه وبكائه

فى التواء الأيام فى لذة الآلام فى شقوة الهوى وعنائه

فى عبير الأرواح فى ألق الأ صباح فى الساكبات من أندائه
أنت حى إقبال تحت غطاء المو ت وأعلى الحياة تحت وطائه
قد تحللت بالتصوف منه وطوية ت السحيق من أمدائه
وعرفت الفناء بابا إلى الحـ ـق ومرقى لقدسه وصفائه
رب صوت من معجز الله هـ ـز الكون كنت المبين من أصدائه
خالد أنت والخلود يلقاه عظ ـيم ترى الدنى فى ضبائه



اقبال

للأستاذ الشاعر خالد الجرلوسى

البلبل الغريد رفرف وارتمى ... وشدا بلحن الدين فارتج الحمى!
هو أمة فى طيلسان وحده ... وهزيم أرواح الخلود تكلما!
لولا النبوة قد خلت من قبله ... صلى عليه الله ثمت سلما!



إقبال! والإسلام فى إقباله ... نشوان هيأ للغناء الموسما
قم اسمع الأيام لحنا خافقا ... يسرى مع الفجر الجديد مهوما
أبصرت موضعك الكريم فلم أجد ... متأخرا فيه ولا متقدما
أخليته للهاتفين فحوموا ... وصعدت تجهر بالهتاف إلى السما



أحييت بالشعر المقدس دولة ... وهززت شعبا للنشيد فرنما
وسريت مسرى الروح بين صفوفه ... فدفعت مسلمة تثور ومسلما
وخلقت باكستان إن ناديتها ... هتكت حجاب الشمس أو قطرت دما



حلم تحول فى البرية دولة ... ناشدت كل مجاهد أن يحلما
ياليتهم لو يحلمون تذكروا ... أمما بناها المجد ثم تهدما

أمم تنام على الهضيمة ليتها ... لم تحمل الإسلام دينا قيما

يا ليت مثلك شاعر في أمة ... فيهز أغفالا ويوقظ نوما

كم مسلمين ! يسوسهم أعداؤهم ... وكأنهم ساسوا القطيع الأبكما !

❊ ❊ ❊

عرب وعجم قانعون ببؤسهم ... يا ليتهم عرفوا الكتاب المحكما

قرأوه ! قرآن الخنوع وفاتهم ... أن يقرأوا فيه الجهاد الأعظما

قرأوه ! أنغاما تفيض رخاوة ... وتلوه فى الصلوات ذكرا مفحما

والراكعون الساجدون تبينوا ... فى الدين مرقى للنهوض وسلما

إقبال ! أنت إمام كل مجدد !! ... الله ملهمك البيان الملهما !

❊ ❊ ❊

دينا أقمت على الكتاب ودولة ... الله فيك وفى الكتاب وفيهما !

وحكومة القرآن أنت بعثتها ... بعثا من الخلق العتيد منظما

وشرائع الإنسان ما لم يأتها ... وحى السماء يكن ظلما مظلما

والله ما القدم الذى نرمى به ... يوما بمانعنا بأن نتقدما

مست شرارته سريرة شاعر ... فأتى باعجاز البيان مترجما

❊ ❊ ❊

جاء الحياة ذليلة فاذا به ... كالفجر فى الليل الرهيب تبسما

ورأى جراح المسلمين تروعه ... فانساب طبا فى الجراح وبلسما

وانتاش من عدم ضراغمة إذا ... زأروا على الطغيان لم يفتح فما

قوم كعهد الراشدين أظلهم ... عهد من الإسلام لن يتردما

فى كل بيت شيدوه أثارة ... من روح إقبال تحفز ضيغما

ذكرى محمد إقبال

للأستاذ الشاعر محمد عبدالمنعم ضيف الله

هــل المنى ما نرى أم تلك آمــال ؟
ومن دعى ؟ هــل دعى للحفل إقبال ؟

وكم دعانا إلى خير المبادىء مـا
أثناه عن دعــوة ... قيل وقـال

ثبت العزيمـة مقدام عـلى نهج
من الكمال وللآمـال آمـال

هـو الحقيقة فى عـلم وفلسفة
لـم يغوه عن شهود الحق إضلال

دعا إلى الحق عن عـلم وعن ثقة
وعن يقين ولـم يـأبه لمن غالوا

إلى السلام دعا الإسلام رائـده
خـالوه مدعيا يا بئس مـا خالوا !

لـو كل من فى الـورى أصغى لدعوته
ما كان بين الـورى حرب وتقتال



يا ابن الشقيقة يا ابن الشرق قاطبة
الشرق يحدوه للآمال إقبال

والشرق أنت له عز ومفخرة
فى كل قلب لكم قد شيد تمثال

هذى الفتية باكستان من برزت
بمثل إقبالها تزهو وتختال

إن قلت فالقول أشعار ترتلها
تهفو القوافى لقول منك ينهال

وللعظات وللأمثال حكمتها
وأيسر القول من نجواك أمثال

ماذا أقول وقطرى بعد غيثكم
هو الرذاذ وأنت الغيث هطال

نسبت للشعر فاهتز القريض بكم
دعاه للشرق وللغرب تجوال

به غزوت وكم يغزو بلا مدد
من الجنود وإن جالوا وإن صالوا

به تطوف فى الآفاق مرتقبا
وليس مثلك طواف وجوال

أنت الكرامة أنت الفضل أنت لنا
إن قيل للشرق ـ تمثال وأمثال



ما مات من فى الورى أحيت مبادؤه
ميت النفوس وإن تعقبه أجيال

فالشمس فى الكون يجرى نورها أبدا
لم تحجب الشمس آباد وآصال

فى ذمة العلم والتاريخ إنهما
ذكرى الحياة إذا ما حل ترحال



اقبال والاسلام

للأستاذ الشاعر محمد مصطفى حمام

مجال تحيات وموقف إجلال ومعرض آلام وموسم آمال

ورجع إلى ماض كريم وممتد قديم وآساد فقدنا وأشبال

وليل من الأهوال ناء بكلكل فبدد من ظلمائه نور (إقبال)

أفاض على الدنيا هدى من بيانه وكنا على حال فصرنا إلى حال

وفجّر نبع الشعر علما وحكمة فعشنا على صاف من النبع سلسال

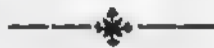
وقامت على الإيمان بالله دولة هى القمة الشماء فى صرحنا العالى

(بكستان) ركن للحنيفة باذخ يعز باقبال ويزهى بأبطال

يقربنا الإسلام إن ينأ موطن ويخلق منا خيرة الصحب والآل

ويجمعنا الإسلام فكرا ومنطقا إذا اختلف الإخوان فى الفكر والقال

ودعوة (إقبال) تراث مقدس يورّثه فى الأرض جيل لأجيال



باكستان

للشاعر الأديب الأستاذ محمود جبر

بيت القصيد لشاعـــر موهـــوب ‏ هل قبل ذلك صح حلم أديب ؟!

إقبال صاغك للمزاهـــر غنوة ‏ سجد الـزمان للحنها المحبوب

إقبال ! باكستان أضحت روضة ‏ معمورة بمغـرد وعشيب

صغت البـيان قلائـدا من عسجد ‏ فى رائق من رائع الأسلوب

ورأيت فى الإسلام صدعـا هـائلا ‏ ما كان لـولا ذاك بالمرءوب

ما كان شعرا ما نظمت وإنمـــا ‏ هـو عبقر من نهجك الملحوب

أرأيت من ورق تشاد مـــدائن ؟ ‏ أم من سعير حديدها المصبوب !

عيد الشقيقة والحبيبة عيدنـــا ‏ بـل عيد أقطار وحـــلم شعوب

إن أنت باكستان إلا دوحـة ‏ نبتت بـهـذا الشرق للتقريب

مـــا أنت للإسلام إلا مـنـبر ‏ يعلو بـــداع للـهـدى وخطيب

يا دولـــة الأفـــذاذ من أقطابنا ‏ ومراح مرهـوب وحصن مهيب

أسمى التهانى من دمى ومشاعرى ‏ يا دولـــة الـترهيب والـترغيب



اقبال أمير الكلمة

للدكتور سعد ظلام

فى صفاء كصفاء المسلم
وخشوع كخشوع المحرم
جئت للساح بشوق مفعم
أجتلى الحب وأروى نهمى
وأناجى من ضمير مغرم
شاعر الله وشدو الأمم
وأندى صفحة القلب العمى
بضياء كضياء الحرم
إيه «إقبال» وأنت حلمى
وابتهالى وائتلاف الحلم
ما أنا إلا جناح يحتمى
بحمى المشوق ودفء النغم
ما أنا إلا فؤاد يرتمى
كجريح بين كفى بلسم

أنا فى الساح مريد كالظمى
أطرق الباب لعلى أنتمى
روّنى من نبعك الطهر الهمى
واحضنى فى سناك الأكرم
وأعرنى روح شاد ملهم
فالهوى يسمو بروح الملهم

❋ ❋ ❋

كان إقبال كسقراط أمير الكلمة
ورسولا بين رسل الفكر يحيى قلمه
ويحيى موكب الحق ويعلى علمه
فيلسوفا يقدر العقل ويجلو قيمه
ويندى مهجة الإنسان يروى نهمه
كان للإسلام قيثارا وضىء النغمه
ويرى العالم دون الدين رؤيا مبهمه
وبقايا من تعابير بلون الغمغمه
لو تناسى الشرق فى كل الذى قد نغمه
أو جفا الإسلام والمجد الذى قدمه
لو تخلى عن هدى الله وروح مسلمه
لاحتواه الغرب شيطانا يردد المشأمه
وأقام الغرب فى ذكراه أقوى ملحمه !

❋ ❋ ❋

شاعــر الإسلام يا قيــثاره صاغــه الله من الحس النضر
أزهــر الإيمان فى أوتــاره وحباه الله مكنون السور
فــاذا روحك فى أسراره خفقة الحس على دفء الــوتر
كل معنى من سنا أفكاره كان فى قلبك قلبا ينفطر
فـهـو اللحن الــذى غنيته وهــو الموج الــذى لا ينحسر
وهــو المجد الــذى أحببته وتفاخــرت بــه طــول العمر
ما ازدهاك الغرب فى أوتــاره قشرة فــوق ركام وحجر
وثيـاب يفتن الغر بـهـا وإذا فتشت تلقـاهــا سقر
ليس فيها واحـة الــروح إذا أضنت السارى ومضاء السفر
ليس فـيـها راحــة النفس إذا أقـلـق الإنسان آلاف الفكر
ليس فـيـها لمسة الحب إذا واجــه الإنسان أشباح القدر
ليس فـيـها خفقة الـنـور إذا أظلم الـكـون بـأحـداث كـبر
فالحياة الـديـن إن ضاع فــلا أمن السفر ولا لــذ سفر
وإذا الإيمــان قــد ضاع فـلا ملأ الأمن أحاسيس البشر



أيـهـا الشادى بـتـوحيد الإلــه ومفدى الـروح من كـرم السماء
شدك الـنـور إلى قــدس حماه وأراك الحق فى أبـهـى رواء
فقطعت العمر تروى من سناه ونـذرت العمر فى عشق الضياء
قصة الـتـوحـيـد مــاذا الهمت حسك الـريان من نبع الصفاء
نحن روح فى كـبـان واحــد وشعور خــافق بــالانتماء

أو لسنا أمـة التوحيد والتو حيـد أشواق وإشراق إخـاء
ربنا الله إلـه واحـد ونبي هـو خير الأنبياء
وحـد القرآن فيما بيننـا وتولانـا على نهج الـوفاء
قبلة واحـدة تجمعنـا وأذان يحتوينـا فى الـنداء
وحـدة صيغت على عين الـهدى وعلى نـور من الله مضاء
منـذ كنـا كان فجر زاحف ونشيد كأناشيد الـرجاء
أيقظ الـكون حـدانـا فصحا ورششناه بـأنوار ومـاء
وزرعناه أمـانـا وهـدى ورويـنـاه بـآيات السماء
وبنينا آيـة المجد فما أكـرم الـبـانى وأجمل بالبـناء
وملـكناه زمانا ناضرا فسلوه كـيف كـنـا فى العطـاء
لـكن الأدواء والحقد الـذى شاع فـيـنا مـزقت خفق اللـواء
سيطر الخلف عـلى أهوائـنـا فتـفـرقنا عـلى غير اهـتـداء
فاذا الأمـة صـارت أممـا وإذا الـوحـدة محض الادعـاء
وإذا الهمة صارت همـمـا بعثرتـهـا مرجفات الابتلاء
وإذا الـناى الـذى غنى لـنـا يـتـلا لحنا عـلى نفس الغناء
وإذا الـكون الـذى كان بنـا يتباهى عـاد مقهور الـوفاء
ثم تهنـا وتـوارت شمسنـا أى جـرم ياترى أى جفـاء ؟

❋ ❋ ❋

عاد مجد الشرق إكليلا من الورد القديم
ومني عجفاء ما زالت على كف السموم

قسم هنا إقبال تلق الشرق كالطير الكليم
عضه الأسر وندت منه صرخات الكلوم
كثرت أعلامه لكن كقطعان اليتيم
كل باغ جمر العينين بالشر الأثيم
واحتوانا كل قيد فى أعاصير الجحيم
وبقينا فى قيود الذل والأسر الأليم
نمضغ اليأس ونستجدى بقايا من رميم
ثم نلهوا بترانيم وأمجاد القديم
وحكايا ملها الدهر بترداد سقيم
أين منا الآن يا إقبال صوت كالنعيم
يبعث الأحلام فينا مثل شلال عظيم
ينزع القيد عن الفكر وعن روح حطيم
ويلم المزق الخرساء فى صوت الهزيم



يا أخا الإسلام والدنيا صراع — بين حب ونفوس بربريه
عصف الغدر بأحلام الشراع — ودهاه بالليالى الفقيه
قدسنا فى الأسر فى أيدى الرعاع — وأذان الله يدعونا إليه
وفلسطين على كف الضياع — وحواليها ذئاب البشريه
وحمى الإسلام يحميه الشجاع — وذووالإيمان والروح الأبيه
فانفروا كالأسد فى شتى البقاع — وافتدوه من أياد همجيه
إنما الإسلام ذكر ودفاع — فانهضوا يا عزمة الله القويه

مصر والباكستان

للشاعر الكبير الأستاذ الدكتور ابراهيم ناجى

هنا التقى فى سبيل الشرق روحان — يا شاعر النيل غرد للباكستان
غنتك أروع لحن فى صداقتها — قم فأجزها الودّ ألحانا بألحان
ما فى الليالى ولا التاريخ أجمعه — كالود يجمع أوطانا بأوطان
قم للباكستان أنشد فى خمائلها — وقل سلاماً لخلان وجيران
صفق وغرد لأسباب موفقة — تمدها فى سبيل الشرق كفان
لا تحسبوه جديدا ، ودّنا أبدا — ولا تظنوه يوما بدء بنيان
هذى استعادة أمجاد إذا نسيت — جلا الزمان عليها ألف برهان
يا أمة من قديم فى الورى سبقت — ركب الحضارة فى عز وسلطان
تفجرت حكمة فيها وفلسفة — مشى إلى الورد منها كل ظمآن
عهد الديانات والأرواح طاهرة — على العوالم لم توصم بأبدان
تطفو على جنبات الكون مطلقة — من أسر عات ومن تقييد سجان
حتى إذا ساءت الأيام وانقلبت — مادية واستحالت ذات أدران
تغربت فى فيافى الكون وانطلقت — فى الدهر باحثة عن هيكل ثان
فجاءها سيد الإسلام ينقذها — وردها لحمى قدس وإيمان



هذا هو الشرق حين الغرب فى سنة يغط فى نـومـه كالخامـل الـوانى
حتى إذا استيقظت عيناه بعد كرى وراح يرنـو إلى مالك وأكـوان
تيقظ الـوحش فـيـه فهو منطلق فى الأرض يخبط فيها خبط عميان
مطامع وحـقـود لا عـداد لها تـدك أقـوى دعـامـات وأركان
وتنثنى للجبال الشم تجعلهـا عـلى جـلالتها تـهـوى لأذقـان
حتى إذا الـكون أمسى نقمة وغدا ممـا جنى أهله فى جـوف بركان
تحـدثـوا عن سلام فيه وا عجباً من التفنن فى زور وبهتان
أى السلام يرجى الـيـوم وا أسفا إن الرحى أبـدا فى كف طحّان



ضموا الصفوف وخلوا الصدق رائدكم كم ثبت الصدق من منهار أركان
إن السياسة كانت حيثما وجـدت مـكر الـثعالب أو أنياب ذؤبان
لـكنـنا وهـدى الإسلام رائدنـــا نرنـوا إلى الله فى صمت وإذعان
علما بـأن غـدا حبل الأمور لـنـا الحق يا قـوم لـم يخـذل بميدان



عيد الباكستان

للأستاذ الكبير الشيخ الصاوى على شعلان

(فى احتفال قسم الصحافة بيوم الباكستان
أقيم بدار جمعية الشبان المسلمين بالقاهرة)

هى البشرى وحاديها الرجاء ... هى الذكرى وباعثها الوفاء

هى الأمل المجدد كل عام ... كما وافى مع الصبح الضياء

هى الأعياد نتلوها دواما ... لباكستان أعياد وضاء

على الإيمان والدين استقرت ... دعائمها وللخلد البناء

فما لشروق مولدها غروب ... وما لصباح يقظتها مساء

ديار بوركت وطنا وشعبا ... كما يهوى النهوض والارتقاء

حمى للمجد موطنه «كراچى» ... و «كشمير» ويغضب من يشاء

وللفصحى وللقرآن فيها ... مصاحف سطرتهن الدماء

بلاد إن أردت لها حدودا ... فتوحيد يوحده الإخاء

إذا دعيت فللإسلام محضا ... وإن نسبت فيثرب أو حراء

رجال فى العلا نهضوا أسودا ... أشاح بهم عن الضيم الإباء

أهاب بهم إلى العليا نداء ... ومن إيمانهم كان النداء

ومن إخلاصهم قوت وزاد ... هنىء حيث ما شح الغذاء

أرادوا العيش أن يبقى كريما ... فأيسر محنة فيه الفناء
عزائم لا تنى دون المعالى ... ولو فى كل بيت (كربلاء)
وللشهداء أوسمة غوال ... من الياقوت يصنعها الفداء
جراح تلبس التاريخ نورا ... تمنتها لمشرقها ذكاء
إذا ضاقت على الأمجاد أرض ... فإن مكان مجدهم السماء
ألا لقد استجاب النصر لما ... سما لله بالعمل الدعاء
هنالك أمة صدقت جهادا ... فصدقها من الفوز الجزاء
وكان قيامها ميلاد عصر ... بأيام النبى له ضياء
محمد (ﷺ) فى مآثره على ... تلاقى الحمد فيه والعلاء
(جناح) أم (صلاح الدين) هذى ... لعمر الحق أنوار سواء
يريك ثبات (سعد) وابن عوف ... وخالد كلما خفق اللواء
(همالايا) وسد الصين طرا ... أمام الحق وهم أو هباء
وما يرمى الشواهق غير نسر ... جناحاه العزيمة والمضاء
بباكستان يزهى الشرق تيها ... كما اعتزت بمسجدها قباء
إلى أبطال باكستان منا ... سلام الود يزجيه الإخاء!
وما افترقت بأهليها بلاد ... وبعضهم لبعض أولياء



الى اقبال

للدكتور حسين مجيب المصرى

قد عدمت الند فى ماضى العصورَ
وُوهبتَ الخلد فى آتى الدهور

أنت شمس الشرق لكن فى ضحاها
تجعل الظلماء نورا فوق نور

رق منك القول قطرا للندى
يحتسيه الفجر فى كأس الزهور

يا له درا ببحر ما بدا
ويناجى النجم فى همس الخرير

ودفقت الشعر بحرا جاريا
فيه لألاء الشموس والبدور

ما عرفت الدين لغوا أو رياء
عند من لم يبصروا غير القشور

قلت دين كان من روح خلاء
لن يكون غير دين للكفور

وطويت ما رأته العين طيا
يراه العقل فى طى الضمير

❊ ❊ ❊

تكرم الإنسان إكراما عظيما
وتراه خير بنّاء قدير

كم شرحت للحياة كل معنى
ما عرفت الموت فى جوف القبور!

ورأيت العيش للإنسان فنّا
ما دعاه عقل مكسال غرير

أنت للإسلام من أحققت حقا
من قديم غاب عن جَمٍّ غفير

وإلى يوم التنادى سوف يبقى
نفحة للزهر فيّاح العبير

وجمعت المسلمين فى نطاق
حددته دعوة الدين الطهور

فتجافوا عن خلاف أو شقاق
واستعانوا الأيد من رب نصير

نعمة الله عليهم فى وفاق
إنما الرحمن وهّاب الكثير

قلت هذا ضمن أشعار رقاق
أنت يا إقبال ذوالفضل الكبير



في ذكرى قبال

للدكتور حسين مجيب المصري

حياتك تلك يا إقبال ذكرى
تُخلّد في الورى دهرا ودهرا

ينضّرها الزمان بكل عام
ربيعا نضّر البستان زهرا

لئن خفيت بقلب في ظلام
لقد ظهرت وراء الليل فجرا

وإن نُسيت لدينا في كلام
ترنمنا بها في الدوح طيرا

تشرق في ضياء من معان
وما إن قاربت من قبل فكرا

ويحملنا جناح من خيال
فنشهد تحتنا شمساً وبدرا

نطوف بنا طيوف من جمال
لتزرى عندنا بالحسن سحرا

فصيح أنت يالك من فصيح
لذاك اخترت من القول شعراً

سئمت حديث هجر أو تلاق
وما أرويت للمحبوب ثغرا

كرهت شكاة وجد واشتياق
واخمدت الصبابة فيك جمرا

رضيت السفر لكن فى نطاق
به حققت للإنسان خيرا

جعلت البحر قلبك وهو طام
لتخرج منه فى الاغوار درا

وكان الدر ومضا لابتسام
يزُف إلى عبوس اليأس بشرى

علمنا أنه كنز ثمين
حواه الجسم فى الأعماق قفرا

وقلت الذات يا إقبال كانت
لنا دينا فحسب المرء فخرا

بها الآفاق قد رحُبَت وبانت
لمن ببصيرة يرتاد سرا

تجود بقوة خفيت علينا
ومن فضل لها تزداد قدرا

ونمنح حكمة حكمت لدينا
فميزنا بها حلو ومرّا

يد بُسطت لتطلق من عقال
أسيرا عمره يقضيه أسرا

لكل المسلمين أردت مجدا
لدين الله كم حققت نصرا

وللمستضعفين طلبت أيدا
وكان الظلم ما تدعوه كفرا

ملأت نفوسنا طربا وأنسا
جعلت عقولنا فى الغيب تقرا

ولكن لست يا إقبال تُنسى
فكيف يكون يوم يوم ذكرى؟!



ذكرك إقبال

للدكتور عبدالرزاق محىالدين (العراق)

ذكــراك (إقـبـال) نحـيـيـهـا فتحـيـيـنـا
كآيـــة الـــذكـــر نتلوهـــا فتهديـنـــا

أهـــاب بى منك روح فـــاستجاب لـــه
روح أبى الـــقـــول فى مجهولـــة طينا

لـــم يكفهم أن هبطنـا الأرض دانية
حـتـى هبطـنـا بهم من أرضـنـا دونـــا

مـــا كان (إبليس) إذ دلى بـــوالـــدهم
أشـــد منهم إلى أبـنـــائـــه هونـــا

نشيلــهـــم لسماوات محـــلّـــقة
ويسقطون فـيـبـغى جـــذّ أيـــدينـا

(إقبال) دعنى وكـــيـــزانى ومفخرتى
فليس فى الطين مـــا يرضيك مـــاءونا

هبنى لأبـــنـــاء هـــذى الأرض أتحفهم
طـــورا حجولا وأحـيـانـــا نـيـاشـيـنـا



(إقبال) يا حارس الفصحى بفكرتها
لا الضّاد نطقا ولا الأسجاع تبيينا

رسالة الله ما مرّت على لهج
إلا وأفصح منثورا وموزونا

حنت على لهجات الشرق فانبعثت
أجنّة ضقن بالأرحام تكوينا

تعيش فى ظلم منهن ضيقة
ما السجن أحكم ايصادا وتحصينا

غشّى الظلام عليها فهى حالمة
بالكون خرصا وبالأرباب تخمينا

عمى تدور على عمى فان طلبت
حظّا من القرب ساقتهم قرابينا

مؤلهين مخاليقا موزعة
زحفا تماسيح أو سعيا ثعابينا

❊ ❊ ❊

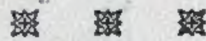
أنى اتجهت فعراف وكاهنة
يستنزل الغيب محفوظا ومخزونا

يرقى السليم بعوذ من تمائمه
ويبرىء الناس من نفث مصابينا

تشيع فى الفجر من حب ملائكة
وتملأ الليل من رعب شياطينا

والملك فيها لجبارين ما عرفوا
لله دينا ولا للناس قانونا

شريعة الغاب تمليها غرائزهم
بالظفر جارحة والناب مسنونا



(إقبال) أيّ المعانى جئت أطلبه
ألفيتنى واجدا منه أفانينا

أتيت دينك فانثالت علىّ دنا
وجئت دنياك فاستشعرتها دينا[1]

والشعر حبّا وتقديسا بحيث سرت
نجوى الحبيبين فى ورد المصلينا

والحسن فى النفس لا فى الشىء تلحظه
فلا ترى عادما للحسن مفتونا

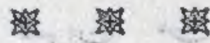
والعشق ذاتية تسمو بصاحبها
تبقى على المثل الأعلى وتغنينا

والموت طور انتقال فى البقاء فما
شر من الموت إلا الخوف يحيينا

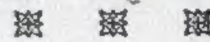
وليس فى العيش غضا لا عناء به
إلا التفاهة تغذونا وتضوينا

١- البيت وتالياته تصور آراء (إقبال) فى الدين والدنيا ، والشعر ، والحسن ، والعشق والموت ، والحياة ، والألم ، وفي الحكم .

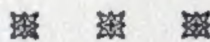
وليس فى ألم مرّ سوى أمل
بالعود يلفظ أنفاسا ويذكينا
والحكم ليس جبايات موزعة
فى الآل نثرا وفى الأصهار تعيينا



(إقبال) دينك ما يقضى بشاردة
لو أن شعبا وفى حقا بما دينا
جاهدت فى الله عن أهلى وعن وطنى
فى حين سيموا به خسفا وتوهينا



طفت الجزيرة من حبّ لأهلها
وساح غيرك يبغى سوق دارينا[1]
غنيتها فتنادت أى ساجعة
وأى سامر وعى فى نوادينا
أنّا عهدنا سيوف الهند مطربة
وقعا فلم وقع هذا السيف يشجينا
ذكرتنا ما نسينا من شمائلنا
وما أضعناه من مجد بأيدينا
إنا دفنّا أمانينا فهل رجعت
لها الحياة وهل عدنا لماضينا



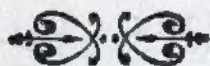
١ - يشير إلى الفرق بين طواف (إقبال) فى الجزيرة العربية ، وسياحة الأوربيين فيها ، ويذكر بالبيتين القديمين : ←

صحراء يـا مشرق الأنـوار ما برحت
نجـوم أفقك تـهدى الناس سارينا

لله سرّك كم أبـديت من قـمر
وكم تسرّين من نجـم وتخفينا

الـوحى فى أفقك الصاحى سراج هـدى
والـزيت يشرق فى الأعماق مدفـونـا

لـو قـد ملكنا أشعنا الـنور ثانية[1]
وطبقت سائر الـدنـيا دراريـنـا



← يمرون بـالـدهنا خفافا عيابهم   ويخرجن من دارين بجر الحقائب
على حين الهى الناس جل أمورهم   فند لا زريق المال ندل الثعالب

١- يريد تأميم الزيت العربى .

ہماری بعض مطبوعات

کتاب	مصنف	قیمت
۱- اسلام کا معاشرتی نظام	پروفیسر خالد علوی	۲۵/-
۲- اقبال اور احیائے دین	» »	۳/-
۳- حفاظت حدیث	» »	۱۵/-
۴- قرآن اور اس کی تعلیمات	مولانا عبدالقیوم ندوی	۱۲/-
۵- غزالی کا تصور اخلاق	مولانا نورالحسن خان	۱۶/-
۶- محبت باری تعالی	خواجہ عثمان جالندھری	۱۸/-
۷- علم تفسیر اور مفسرین	ڈاکٹر رشید احمد »	۱۲/-
۸- واقعۂ کربلا	سید ابوبکر غزنوی	۲/-
۹- مصلحین امت ترجمہ	شیخ نذیر حسین ایم-اے	۱۰/-
۱۰- شرف النساء حصہ اول	عنایت عارف	۱۰/-
۱۱- » حصہ دوم	»	۱۰/-
۱۲- کتاب الصلاۃ من الهداية (اردو ترجمہ)	پروفیسر غازی احمد	۱۲/-
۱۳- » الصوم »	»	۳/۵۰
۱۴- » الحج »	»	۱۲/-
۱۵- » الزکاۃ »	»	۶/۰۰
۱۶- » النکاح »	»	۵/-
۱۷- » الطلاق »	»	۷/-
۱۸- » الایمان »	»	۶/۵۰
۱۹- » الحدود »	»	۵/۵۰
۲۰- » السرقة والسیر	»	۱۰/-
۲۱- » اللقيط	»	۵/۵۰
۲۲- » اصول الشاشی	»	۱۰/-
۲۳- ارکان اسلام	عبیدالحق ندوی	۴/-
۲۴- طریقة جدیدة فی تعلیم العربیة مترجم »	حصہ اول	۳/-
۲۵- » » »	حصہ دوم	۷/-
۲۶- » » »	حصہ سوم (القسم الأول)	۶/۵۰
۲۷- » » »	(القسم الثانی)	۹/۵۰
۲۸- نماز آموز	عبدالحق عباس	۱/-
۲۹- الدعوات المأثورة (ماثورہ دعائیں)	عبیدالحق ندوی	۹/۵۰
۳۰- قواعد اللغة العربیة	عبیدالحق ندوی	۱۰/-